رجسٹرڈ نمبر ای۔ پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

هفت روزه
بدر
قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی ۳ ۵۰
ممالک غیر ۵۰ ۔ ۷
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۷ | ۲۴ ہجرت شہادت ۱۳۳۷ ہش ۔ ۴ شوال ۱۳۷۷ ھ ۔ ۲۴ اپریل ۱۹۵۸ء | نمبر ۱۵

حضرت کرشن علیہ السلام

كَانَ فِي الْهِنْدِ نَبِيًّا اَسْوَدَ اللَّوْنِ اِسْمُهٗ كَاهِنًا (دیلمی)

(از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ دہلی)

غلام ربانی صاحب کا ایک مضمون بعنوان "کیا کرشن پیغمبر تھے" بنگلہ کے ایک نصف ہفتہ وار اخبار میں شائع ہوا ہے جس میں مضمون نگار نے تحریر کیا ہے کہ احمدی لوگ کرشن کو پیغمبر اور ہادی بتاتے ہیں۔ لیکن قرآن و حدیث میں کرشن نامی کسی نبی کا ذکر نہیں اور کرشن جی میں وہ اوصاف نہیں پائے جاتے جو ایک نبی میں ہونے چاہئیں۔ اس کے بعد انہوں نے ایک طویل داستان درج کی ہے کہ کرشن مجسم خدائی کے دعویدار تھے نوجوان لڑکیوں پر نعوذ باللہ عاشق تھے اس لئے وہ نبی اور ہادی قوم نہیں ہو سکتے۔

مضمون نگار نے صرف اس وجہ سے کہ احمدی حضرت کرشن کو نبی قرار دیتے ہیں، طیش اور غصہ میں آکر حضرت کرشن علیہ السلام کی نبوت سے انکار کیا ہے۔ محض یہ دلیل کہ فلاں شخص کا بحیثیت نبی قرآن مجید میں تذکرہ نہیں اس لئے وہ نبی نہیں، ایک فرسودہ اور بے وزن دلیل ہے۔ کیونکہ قرآن مجید نے خود نہایت ہی واضح الفاظ میں یہ کہا ہے۔ کہ انبیاء میں سے چند کا تذکرہ ہم نے قرآن پاک میں کر دیا ہے اور باقی کا تذکرہ ہم نے نہیں کیا (سورۃ نساء ع ۲۳) اور ظاہر ہے کہ قریباً ۲۵ انبیاء کا ذکر قرآن پاک میں ہے اور مسلمان اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء گذرے ہیں۔ اگر ربانی صاحب کے اصول کو دیکھا جاوے تو پھر صرف ۲۵ انبیاء کے بعد باقی انبیاء پر ایمان لانے کی کوئی ضرورت نہ ہوگی۔ کیونکہ ان کا کوئی تذکرہ قرآن مجید میں نہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ اصل بالکل غلط اور سطحی ہے۔

(۲)

ایک وقت تھا کہ ہندوستان میں بعض فرقہ پرست لوگ مذہب کا غلط استعمال کر کے عوام میں منافرت کے جذبات پھیلانے میں مصروف تھے۔ ان کا بہت بڑا ہتھیار ایک دوسرے کے مذہب کے بانیوں پر گند اچھالنا تھا۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اس رو کو پوری طاقت سے روکا اور حضور نے ہندوستان کی مختلف قوموں کی اتحاد اور صلح کی ٹھوس بنیاد رکھتے ہوئے فرمایا:-

"اے عزیزو قدیم تجربہ اور بار بار کی آزمائش نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ مختلف قوموں کے نبیوں اور رسولوں کو توہین سے یاد کرنا اور ان کو گالیاں دینا ایک ایسی زہر ہے کہ نہ صرف انجام کار جسم کو ہلاک کرتی ہے بلکہ روح کو بھی ہلاک کر کے دین اور دنیا کو تباہ کرتی ہے۔ وہ ملک آرام سے زندگی بسر نہیں کر سکتا جس کے باشندے ایک دوسرے کے رہبر دین کی عیب شماری اور ازالہ حیثیت عرفی میں مشغول رہیں اور ان قوموں میں ہرگز سچا اتفاق نہیں ہو سکتا جن میں سے ایک قوم یا دونوں ایک دوسرے کے نبی یا رشی اور اوتار کو بدی یا بدزبانی کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہیں، اپنے نبی یا پیشوا کی ہتک سن کر کس کو جوش نہیں آتا۔ خاص کر مسلمان ایک ایسی قوم ہے کہ وہ اگرچہ اپنے نبی کو خدا یا خدا کا بیٹا تو نہیں بناتی مگر آنجناب کو ان تمام برگزیدہ انسانوں سے بزرگ تر مانتے ہیں۔ کہ جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ پس ایک سچے مسلمان سے صلح کرنا کسی حالت میں بجز اس صورت کے ممکن نہیں کہ ان کے پاک نبی کی نسبت جب گفتگو ہو تو بجز تعظیم اور پاک الفاظ کے یاد نہ کیا جائے اور ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بدزبانی نہیں کرتے۔ بلکہ ہم یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس قدر دنیا میں مختلف قوموں کے لئے نبی آئے ہیں اور کروڑہا لوگوں نے ان کو مان لیا ہے اور دنیا کے کسی ایک حصہ میں ان کی محبت اور عظمت جاگزیں ہو گئی ہے اور ایک زمانہ دراز اس محبت اور اعتقاد پر گذر گیا ہے تو بس یہی ایک دلیل ان کی سچائی کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ اگر وہ خدا کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ قبولیت کروڑہا لوگوں کے دلوں میں نہ پھیلتی خدا اپنے مقبول بندوں کی عزت دوسروں کو ہرگز نہیں دیتا اور اگر کوئی کاذب ان کی کرسی پر بیٹھنا چاہے تو جلد تباہ ہوتا اور ہلاک کیا جاتا ہے۔"

(پیغام صلح صفحہ ۱۳)

پھر آپ نے اپنے کشوف کی بناء پر ہندوستان میں آنے والے انبیاء میں سے بالخصوص حضرت کرشن علیہ السلام کا ان الفاظ میں تذکرہ فرمایا ہے:-

"شری کرشن اپنے وقت کا نبی اور اوتار تھا اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا تھا (پیغام صلح صفحہ ۱۱)

"خدا تعالیٰ نے کشفی حالت میں بارہا مجھے اس بات پر اطلاع دی ہے۔ کہ آریہ قوم میں کرشن نام ایک شخص گذرا ہے۔ وہ خدا کے برگزیدوں اور اپنے وقت کے نبیوں میں سے تھا"

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳۰)

"راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا در حقیقت ایک کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا وہ اپنے زمانہ کا در حقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳-۳۴)

"ملک ہند میں کرشن نامی ایک نبی گذرا ہے جس کو ردّ ر گوپال بھی کہتے ہیں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵)

(۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت کرشن علیہ السلام کی نبوت کا اظہار جہاں اپنے کشوف کی بناء پر کیا وہاں آپ نے کلام پاک سے بھی استدلال فرمایا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

"جا بجا اس نے (اللہ تعالیٰ نے) قرآن شریف میں صاف صاف بتلا دیا ہے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ کسی خاص قوم یا خاص ملک میں خدا کے نبی آتے رہے ہیں بلکہ خدا نے کسی قوم اور کسی ملک کو فراموش نہیں کیا اور قرآن شریف میں طرح طرح کی مثالوں سے بتایا گیا ہے کہ جیسا کہ خدا ہر ایک ملک کے باشندوں کے لئے ان کے مناسب حال ان کی جسمانی تربیت کرتا آیا ہے ایسا ہی اس نے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کو روحانی تربیت سے بھی فیضیاب کیا ہے۔ جیسا کہ (باقی صفحہ ۷ پر)

(باقی صفحہ ۷ پر)

اخبار احمدیہ

قادیان سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق ربوہ سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ البتہ اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۹ اپریل کی رپورٹ مظہر ہے کہ:-
حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کیلئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

۱۹ اپریل۔ آج رات عشاء کی نماز کے بعد مسجد اقصیٰ میں مکرمی حافظ اللہ دین صاحب نے اور صبح سحری کے وقت مکرم حافظ سعادت علی صاحب نے نماز تراویح میں قرآن کریم ختم کیا اور دونوں وقتوں میں اجتماعی دعائیں کی گئیں اور عصر کی نماز کے بعد درس القرآن کے خاتمہ پر اجتماعی دعا ہوئی جس کی مفصل رپورٹ دوسری جگہ درج ہے۔

۲۱ اپریل۔ رمضان شریف کے تیس روزوں کے بعد آج رات کو ماہ شوال کا چاند دکھائی دیا۔ اسلئے آج صبح قادیان میں عید الفطر کی نماز ادا کی گئی (مفصل اندر)

۲۲ اپریل۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۵۸ء

قادیان میں عید الفطر کی مُبارک تقریب

قادیان ۲۱ اپریل۔ رمضان کے مبارک مہینہ کے تیس دن پورے ہو جانے کے بعد ماہ شوال کا چاند عید الفطر کا پیغام لایا۔ جملہ درویشان کرام اپنے محدود ایریا میں سنت نبویؐ کی اقتداء میں اپنے خالق مالک کے احسانات کا شکریہ بجا لانے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے باغ میں عید الفطر کا دوگانہ ادا کرنے کی غرض سے صبح آٹھ بجے جمع ہوئے۔ آج سے گیارہ سال قبل کی پندرہ ہزار کی خالص احمدی آبادی کے مقابل پر اس وقت دور دور تک غیر مسلم آبادی کے اندر چند سو افراد کا یہ مجمع بحرِ ظلمات کے اندر ایک روحانی جزیرہ کا منظر پیش کر رہا تھا۔ جبکہ عورت۔ مرد۔ بچے۔ بوڑھے صاف ستھرے مگر سادہ ملبوسات زیب تن کئے زیر لب دعائیں اور ذکر الٰہی کرتے ہوئے جوق در جوق باغ کی طرف بڑھ رہے تھے!

موسم کے مطابق اس سال باغ کے شمالی حصہ میں نماز عید ادا کرنے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ مستورات کے لئے قناتوں سے پردہ کر دیا گیا۔ ٹھیک آٹھ بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مسنون طریق پر نماز عید پڑھائی۔ اور بعدہٗ خطبہ دیا۔

خطبہ عید الفطر

محترم صاحبزادہ صاحب نے مسنون خطبہ کے بعد ماہ رمضان میں مومنوں کے مجاہدہ نفس کرنے اور اُس کے بعد خدا تعالےٰ کے حکم سے ایک خوشی کا دن منانے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے ہم سب کو اس کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ مکمل خوشی کا تو وہ دن ہوگا۔ جب ساری دنیا پر خدا کی توحید قائم ہو جائے اور اہل دل دنیا کے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور آپ کا احترام قائم ہو جائے اور آپ کے اصل مقام کو پہچان لیں۔

اس موقعہ پر آپ نے حضرت عائشہؓ کے اس مشہور واقعہ کا بالتفصیل ذکر کیا جبکہ ان کی خدمت میں باریک آٹے کی روٹیاں پیش کی گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ یاد آ جانے پر ان کا نوالہ آپ کے حلق سے نہ اُتر سکا۔ اس کا حوالہ دیتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ جن سے محبت ہوتی ہے۔ اُن کی تنگی اور شکلات کے اوقات یاد آ جانے پر انسان کو اپنی خوشی بھول جاتی ہے۔ پس اگر ہمیں اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ اور ہم خدا تعالےٰ کے حقیقی عبد بننا چاہتے ہیں تو جب تک ہم خدا کی توحید اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن کریم کے حیات آفرین پیغام کو دنیا کے کناروں تک نہ پھیلا دیں اُس وقت تک ہماری خوشی بھی مکمل نہیں ہو سکتی۔

آپ نے فرمایا بے شک یہ کام بڑی جد و جہد اور بھاری قربانیوں اور مسلسل محنت اور کوشش کا متقاضی ہے۔ لیکن اگر ہم خدمت دین کے اس نیک جذبہ کو نہ صرف اپنے اندر بلکہ اپنی اولادوں میں بھی زندہ رکھتے چلے گئے۔ اور اس کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھال لیں تو اصل مقصد کو پا لینا چنداں مشکل نہیں۔

آخر میں آپ نے اتباع سنت کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ چاہیئے کہ ہم ہر قسم کے رسم و رواج کو ترک کر کے قرآن کریم کی پاک تعلیم اور آپؐ کے پاک نمونہ کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں۔ اور پوری بشاشت قلبی سے حضرت عمرؓ کی طرح اس بات کا اظہار کریں کہ

رضینا باللّٰہ ربًّا و بالاسلامِ دینًا و بمحمدٍ رسولًا

اگر ایسا ہو گیا تو سمجھو کہ ہم کامیاب ہو گئے اور ہماری اولادیں مقصدِ حیات پا گئیں بلکہ اس صورت میں اسلام و احمدیت کی ترقی میں کوئی دوسری چیز روک نہیں بن سکتی!

آخر میں آپ نے حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ۱۹۵۸ء کے فرمودہ خطبہ عید الفطر کا ایک حصہ بھی سنایا۔ خطبہ کے اختتام پر سب حاضرین سمیت آپ نے ایک پُرسوز لمبی دعا فرمائی۔ دعا کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے سب دوستوں کو شرف مصافحہ و معانقہ بخشا۔ اور دیگر تمام دوست بھی ایک دوسرے کو عید مبارک کا تحفہ پیش کرتے ہوئے باہم بغلگیر ہوئے۔

اس طرح عید الفطر کی یہ روح پرور مبارک تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

بعد نماز عصر نوجوانوں نے والی بال وغیرہ کے ورزشی مقابلوں میں بھی حصہ لیا۔

درس القرآن کے اختتام پر پُرسوز اجتماعی دعا

قادیان ۱۹ اپریل مطابق ۲۹ رمضان المبارک قرآن کریم کا درس حسب دستور سابق امسال بھی مسجد اقصےٰ میں نماز ظہر سے عصر تک جاری رہا۔ آج تیسویں پارہ کا درس مکمل ہونے سے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل نے ۲۱ رمضان المبارک سے سورت روم سے شروع کر کے آج پونے پانچ بجے اپنا حصہ مکمل کر لیا۔ اگرچہ مقامی احباب روزانہ ہی درس القرآن میں پورے اشتیاق سے شرکت کر کے قرآنی معارف و حقائق سے بہرہ اندوز ہوتے رہے تاہم آج اجتماعی دعا کے لئے خاص اہتمام کے ساتھ سبھی درویشان کرام اور زائرین حضرات مسجد اقصےٰ میں جمع ہوئے۔

نماز عصر کے بعد محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے تقریر کرتے ہوئے سب سے پہلے خدا تعالےٰ کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے ہمیں اپنی زندگی میں پھر رمضان کے مبارک مہینہ میں روزے رکھنے اور اس کی برکات سے متمتع ہونے کی توفیق دی اور ہر شخص نے اپنی اپنی ہمت اور کوشش کے مطابق الی اللہ کے حصول کے لئے سعی کی اور نیک مقاصد کے لئے دعائیں کیں۔ خدا تعالےٰ ان سب کی دعاؤں کو قبول فرمائے۔

آپ نے فرمایا ہماری دعاؤں کا سب سے زیادہ حقدار ہمارا پیارا مذہب اسلام ہے جو آج حد درجہ کس مپرسی کے عالم میں ہے چاروں طرف سے اُسے مخالفین کے حملوں کا سامنا ہے۔ اور چھوٹی سی جماعت ہی اُس کی اصل تعدیہ کو لے کر اکناف عالم میں اس امن و سلامتی کے گھر کی طرف دعوت دے رہی ہے۔ آپ نے فرمایا احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ دنیا کی آنکھیں کھولے تا وہ اس امن و سلامتی کے مذہب اور اُس محسن اعظمؐ کے اصل مقام کو پہچانیں جس کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی تباہی کے کنارے کھڑی دنیا امن اور سکھ کا منہ دیکھ سکتی ہے!!

مختلف دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے محترم امیر صاحب مقامی نے فرمایا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد کے لئے مبلغین سلسلہ کے میدان تبلیغ میں کامیاب و کامران ہونے کے لئے کارکنان سلسلہ کو صحیح طور پر خدمت سلسلہ بجا لانے کے لئے، جن علماء نے محنت کر کے ہمیں قرآنی معارف و حقائق سے بہرہ ور کیا ہے اُن کے علم و معرفت میں زیادتی کے لئے۔ جماعت کے بیماروں، حاجتمندوں اور تمام قابل امداد افراد کے لئے حتیٰ کہ اپنے ہمسایہ غیر مسلموں کے لئے دعا کی جائے۔ اور فرمایا کہ مومن دعا میں بخیل نہیں ہونا چاہیئے کہ ہماری دعائیں تمام بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے خاص ہوں اور ساتھ ہی ان دعاؤں میں اپنے نفس کو بھی نہ بھولیں کہ آپ کے نفسوں کا آپ کے بیوی بچوں کا بھی آپ پر حق ہے۔ پھر اپنے درویش بھائیوں کی پریشانیوں اور مختلف تکالیف کے ازالہ کے لئے دعائیں کریں۔

پھر آپ نے بیرونجات سے آئی ہوئی تاروں کے خلاصے سنائے جن میں مقامات مقدسہ میں دعا کی درخواست ہائے دعا کی گئی تھی۔

بالآخر محترم امیر صاحب مقامی کی اقتداء میں احباب نے مل کر ایک لمبی پُرسوز دعا کی اور ایک وقت تک مسجد اقصےٰ کا اندرونی حصہ چیخوں سسکیوں اور خشوع و خضوع سے بارگاہ رب العزت کے حضور آہ و زاری سے گونجتا رہا۔ حتیٰ کہ محراب سے آمین کی آواز پر ہر شخص پُرنم آنکھوں اور اطمینان و سکون سے لبریز دل کے ساتھ اپنی جگہ سے اُٹھا اور ہر ایک کی زبان پر ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم کے الفاظ تھے!

اس موقعہ پر ربوہ سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے ازراہ نوازش تمام احباب کو عید مبارک اور نیک اعمال بجا لانے کی توفیق ملنے کا دعائیہ تار ارسال فرمایا۔

علاوہ ازیں محترم امیر صاحب مقامی کی طرف سے اطلاع کے مطابق اس اجتماعی دعا کے موقعہ پر بیرونجات کے حسب ذیل دوستوں کی طرف سے مختلف مقاصد کے لئے دعائیہ تار موصول ہوئے:۔ مکرمی عبد المجید صاحب از کراچی۔ محترمہ امت الحفیظ صاحبہ و محترمہ امت الحی صاحبہ از حیدر آباد (دکن)، مکرمی ظہور احمد صاحب از نرائن گنج کراچی۔ مکرمی قریشی سطیع اللہ صاحب از سیالکوٹ۔ مکرمی جمیل احمد صاحب حفیظ صاحب از سکھر۔ مکرم مرزا رفیق احمد صاحب از ربوہ۔

شکریہ

محترم حضرت سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحب کو خدا تعالیٰ نے اشاعت اسلام کیلئے غیر معمولی اور نمایاں توفیق عطا فرمائی ہے۔ آپ نے کئی ہزار کے سرمایہ سے تعلیم اسلام سے متعلق لٹریچر شائع فرمایا اور پھر اسی کی آمد سے اب تک برابر آپ لٹریچر شائع فرماتے چلے آ رہے ہیں اس لٹریچر میں سے نصف سے زائد آپ مفت تقسیم کرتے ہیں۔

آپ اپنے لٹریچر کی اشاعت کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کے اخبارات میں اشتہارات بھیجتے ہیں اور در حقیقت یہ ایک جماعتی کام ہی ہے لیکن آپ اپنے اشتہارات بغیر اجرت دیئے نہیں شائع فرماتے اور اس طرح ایک رنگ میں جماعت کے اخبارات کی اعانت فرماتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں محترم سیٹھ صاحب نے اس سال کیلئے اخبار بدر کو ۱۲۰/ روپے عنایت فرمائے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس نہایت نافع اور تبلیغ اسلام کیلئے غیر معمولی تحریک کرنے والے بنہ۔ وجود کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور آپ کو صحت سے رکھے اور آپ کی اولاد کو اس کار خیر کو جاری رکھنے کی سعادت نصیب کرے۔ آمین۔ مرزا وسیم احمد ۵۸-۴-۲۲

خطبہ جمعہ

شریعت کے احکام کی پیروی اور خدا تعالیٰ پر کامل توکّل کے ذریعہ انسان اپنے آپکو خدا تعالیٰ کی معیّت کا مستحق بنا سکتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۲۸ر مارچ ۱۹۵۸ء - بمقام ربوہ

سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔

اس کے بعد فرمایا:۔

اپنے دوست اور اپنے محبّ کے ساتھ رہنے کو ہر ایک کا دل چاہتا ہے اللہ تعالیٰ نے جس کے ساتھ محبت کرنے کا

ہر مومن دعویٰ کرتا ہے

اس کے قریب رہنے کی بھی ہر مومن کو خواہش ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ آیت رکھ دی ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں۔ اور ان لوگوں کے بھی ساتھ ہے جو محسن ہیں۔ "محسن" کے معنے عربی زبان میں ایسے انسان کے ہوتے ہیں۔ جو شریعت پر پوری طرح قائم ہو۔ اور تقویٰ کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ پر پوری طرح توکل ہو۔ گویا خدا تعالیٰ نے بتایا کہ اس کی معیّت حاصل کرنے کے ذرائع یہ ہیں کہ اول انسان اس پر توکل کرے۔ تو یہ سمجھے۔ کہ جو کچھ میں کرتا ہوں۔ اس میں میرے لئے کوئی برکت نہیں۔ بلکہ اس سے جو نتیجہ خدا تعالیٰ نکالے گا۔ اس میں میرے لئے برکت ہے۔ میں صرف نماز اور روزہ کے ذریعہ سے نجات نہیں پاؤں گا۔ بلکہ میری نجات محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوگی چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو

تمام نیک کام کرنے والوں کے سردار

تھے۔ آپ نے ایک دفعہ زیادہ شدت کی عبادت کی۔ تو آپ کی ایک بیوی نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کو اس قدر عبادت کی کیا ضرورت ہے۔ آپ کے تو سب اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا میں اس خدا کا شکریہ ادا نہ کروں جس نے مجھے معاف کیا ہے۔ اس نے تو مجھے اپنے فضل سے معاف کر دیا۔ لیکن میرا بھی تو یہ کام ہے کہ اس کا شکریہ ادا کروں۔ اور اس کے احکام کی زیادہ سے زیادہ فرمانبرداری کروں یہ گویا

توکل کی ایک تشریح

تھی۔ جو آپ نے فرمائی۔

اسی طرح ایک دوسرے موقعہ پر آپ نے فرمایا۔ کہ میں بھی اپنے اعمال سے نہیں بخشا جاؤں گا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بخشا جاؤں گا اسی کا نام توکل ہے یعنی انسان یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ بھی کرنا ہے خدا تعالیٰ نے ہی کرنا ہے۔ اس لئے مجھے اپنا سارا کام اسی کے سپرد کر دینا چاہیئے۔ توکل کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ سب کام خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ وکالت کے معنے ہوتے ہیں کسی کو اپنا قائمقام بنانا۔ چنانچہ نکاح کے موقعہ پر جو وکیل بن کر آتے ہیں ان کو اسی لئے وکیل کہتے ہیں کہ ان کو ایجاب قبول کا لڑکے یا لڑکی والوں کی طرف سے اختیار مل جاتا ہے۔ تو

توکّل کے معنے

یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا وکیل بنا لیا۔ تمام کام اس کے سپرد کر دیئے۔ کہ جو بھی تیری طرف سے ہوگا وہ مجھے قبول ہوگا۔ اور پسند ہوگا۔ پس اس آیت کے پہلے فقرہ میں اللہ تعالیٰ نے توکّل کا ذکر کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ انسان کو چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنا لے۔ اور یہ کہے کہ جو کچھ بھی میرے ساتھ گزرے میں آپ کے پیچھے کھڑا ہوں گا۔ کوئی مصیبت آئے یا آرام پہنچے۔ خوشی آئے یا رنج آئے میں آپ کے سوا کسی کی طرف توجہ نہیں کروں گا۔ آپ کو ہی اپنی ڈھال بناؤں گا اور دوسرے فقرے میں بتایا کہ حفاظت کے سپرد کر دینے کے یہ معنے نہیں کہ وہ خود بے کار ہو کر بیٹھ جائے اور دینی کاموں سے غافل ہو جائے بلکہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے۔ وہ نہ صرف اپنی حفاظت خدا تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔ بلکہ وہ

شریعت کے تمام احکام

پر بھی پوری طرح عمل کرتے ہیں۔

مجھے یاد ہے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی مسلمان انشاء اللہ کہے تو سمجھ لو کہ اس نے وہ کام کبھی نہیں کرنا کیونکہ مسلمان انشاء اللہ سے یہی معنے سمجھا کرتا ہے کہ اگر کام نہ ہو سکا تو میرا کوئی قصور نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی مرضی کا نتیجہ ہوگا۔ اس لئے جب وہ کوئی کام نہیں کرتا تو کہہ دیتا ہے کہ میں نے تو پہلے ہی انشاء اللہ کہہ دیا تھا جس کے معنے یہ تھے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کی مرضی ہوئی۔ تو میں یہ کام کروں گا ورنہ نہیں اگر خدا تعالیٰ کی مرضی ہوتی تو وہ مجھ سے یہ کام کرا لیتا۔ پس اگر میں نے یہ کام نہیں کیا تو اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی مرضی نہیں تھی گویا وہ کہتا ہے کہ جھوٹ میں نے نہیں بولا۔ بلکہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ نے بولا ہے تو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب کوئی مسلمان انشاء اللہ کہے تو سمجھ لو کہ اس نے وہ کام نہیں کرنا۔ اسی طرح آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مسلمانوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے معنے صفر کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب کسی سے پوچھو کہ تمہارے گھر میں کیا ہے تو کہتا ہے اللہ ہی اللہ ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے گھر میں کچھ نہیں۔ گویا

ایک مسلمان کے نزدیک

اللہ تعالیٰ کی یہ حقیقت ہے۔ کہ وہ ایک دھیلہ کی تو کوئی حقیقت سمجھتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا۔ جب اس کے گھر میں کچھ نہیں ہوگا تو وہ کہہ دے گا کہ میرے گھر میں صرف اللہ ہی اللہ ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ احادیث میں

حضرت ابوبکرؓ

کا بھی اس قسم کا ایک قول آتا ہے۔ ایک دفعہ آپ چندہ لائے۔ وہ چندہ اتنا تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو شبہ ہوا۔ کہ اپنے گھر کا سارا سامان لے آئے ہیں حضرت عمرؓ بھی اس موقعہ پر چندہ لائے تھے اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس موقعہ پر

اتنا چندہ

دیا تھا کہ میں خیال کرتا تھا۔ کہ اب حضرت ابوبکرؓ مجھ سے چندہ میں نہیں بڑھ سکتے لیکن بعد میں جب حضرت ابوبکرؓ سامان لائے۔ تو اس میں گھر کی چھوٹی موٹی استعمال کی تمام چیزیں بھی تھیں جو انہوں نے لا کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو شبہ ہوا کہ آپ گھر کی سب چیزیں اٹھا لائے ہیں چنانچہ آپ نے دریافت فرمایا کہ ابوبکرؓ کیا تم گھر میں بھی کچھ چھوڑ آئے ہو یا نہیں؟ حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے۔ یا رسول اللہ گھر میں تو

اللہ اور اس کے رسول کا ذکر

چھوڑ آیا ہوں۔ اب بظاہر اس قول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے بھی وہی محاورہ استعمال کیا ہے جس کا ذکر حضرت خلیفہ اولؓ فرمایا کرتے تھے مگر آپ نے اسے نیک رنگ میں استعمال کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول کو بھی ملا لیا تو اس فقرہ کے معنے بدل گئے۔ کیونکہ رسول کا وجود تو خیالی نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے متعلق اور جنت کے متعلق تو بعض لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ ان کا وجود خیالی ہے۔ لیکن رسول کے متعلق کوئی یہ خیال نہیں کر سکتا کہ اس کا وجود خیالی ہے۔ پس جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول کا لفظ ملا لیا تو گویا آپ نے اس امر کا اظہار کیا کہ میں اللہ کا لفظ حقیقی طور پر استعمال کر رہا ہوں۔ محض خیالی طور پر نہیں کر رہا۔ تو محسن بنا کر یعنی شریعت کے احکام کی پیروی کرنے کی کوشش کر کے انسان اپنے آپ کو

خدا تعالیٰ کی معیت

کا مستحق بنا لیتا ہے۔ احادیث میں آتا ہے۔ محسن وہ ہے۔ کہ جب وہ نماز پڑھے تو وہ یہ محسوس کرے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اور اگر وہ یہ محسوس نہ کرے کہ وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے تو کم از کم وہ یہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ تو والذین ھم محسنون کے یہ معنے ہوئے کہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ جو اپنی نماز میں خدا تعالیٰ کا ایسا تصور قائم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا وجود ان کے سامنے آجاتا ہے۔ جب وہ عارضی طور پر (کیونکہ بندہ ہے ہی عارضی اور فانی) خدا تعالیٰ کو اپنے سامنے لاتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ چونکہ

مستقل وجود

ہے اس لئے وہ مستقل طور پر ان کو اپنی نگاہ میں رکھتا ہے۔ اور ہمیشہ ان کی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ ازلی ابدی ہے۔ انسان کے لئے اس نے صرف یہ فرمایا ہے۔ کہ نماز میں تم ایسا تصور کرو۔ کہ خدا تعالیٰ کا وجود تمہارے سامنے آجائے۔ اور اپنے لئے فرمایا کہ ہم مستقل طور پر وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تمہاری مدد کریں گے کیونکہ ہمارا وجود مستقل ہے۔ اس طرح اس آیت میں گر بتا دیا گیا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی معیت کاملہ انسان کو حاصل ہو سکتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تحریر

آپ کی ایک نوٹ بک میں درج تھی۔ جسے بعد میں میں نے اخبار بدر (۱۲ر جنوری) میں چھپوا دیا تھا۔ اس میں آپ نے تحریر فرمایا ہوا تھا کہ لوگ کہتے ہیں میں خدا تعالیٰ کو چھوڑ دوں اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے مجھے کہا

سے کہتے ہیں اُسے بھول جاؤں ۔ مگر یہ کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ رات کو جب میرے عزیز ترین وجود بھی مجھے چھوڑ کر نیند میں محو ہو جاتے ہیں خدا تعالےٰ میرے ساتھ ہوتا ہے ۔ تو جو ہستی رات کی تنہائیوں میں بھی میرے ساتھ ہوتی ہے میں لوگوں کے کہنے پر اسے کس طرح چھوڑ دوں ۔ وہ تو ایسے وقت میں بھی میرے ساتھ ہوتا ہے جب دُنیا میں کوئی عزیز میرے ساتھ نہیں ہوتا ۔ ایسے وجود سے تعلق توڑنا میرے لئے ناممکن ہے میں دنیا کو چھوڑ سکتا ہوں مگر خدا تعالےٰ کو نہیں چھوڑ سکتا ۔ دنیا میں اکثر ایسا ہوتا ہے ۔ کہ دوست کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں مگر بیسیوں مواقع ایسے آتے ہیں کہ وہ بھاگ جاتے ہیں کئی دفعہ تو دوست کیا عزیز ترین رشتہ دار بھی چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں ۔ شیخ سعدیؒ مثالوں میں بڑی اچھی باتیں کہنے کے عادی تھے اُنہوں نے

ایک قصّہ

لکھا ہے کہ ایک عورت تھی وہ اپنی بیٹی سے بڑا پیار کرتی تھی ۔ اُس لڑکی کا نام مہتی تھا ایک دفعہ اس کی بیٹی خطرناک طور پر بیمار ہو گئی ۔ وہ عورت دعا کرنے لگی کہ اے خدا میں مر جاؤں مگر میری بیٹی نہ مرے ۔ اگر موت ہی آنی ہے تو اس کی بجائے مجھے آجائے ۔ اس رات اتفاقاً اس کی گائے رسہ تڑوا کر صحن میں آگئی ۔ وہاں چھان بورے والا ایک مٹکا پڑا ہوا تھا اس نے اپنا سر اُس میں ڈال دیا تاکہ چھان بورا کھائے جاتی دفعہ تو اس کا سر آسانی سے مٹکے میں چلا گیا ۔ کیونکہ اسے زمین کا سہارا مل گیا ۔ مگر آتی دفعہ سر باہر نہ نکلا کیونکہ آتی دفعہ کوئی پکڑنے والی چیز نہیں تھی وہ گائے گھبرائی اور صحن میں ادھر اُدھر دوڑنے لگی ۔ وہ اپنے مصلّے پر بیٹھی ہوئی دعا کر رہی تھی کہ یا اللہ مجھے موت آجائے میری بیٹی کو نہ آئے گی ۔ اچانک اُس نے گائے کو دیکھا اور سمجھا کہ یہ عزرائیل ہے ۔ جو اس کی جان نکالنے آیا ہے ۔ وہ اسے دیکھ کر جھٹ کہنے لگی

ملک الموت من نہ مہستی ام

ملک الموت تو نے شاید میری دعا سُن لی ہے ۔ کہ میں مر جاؤں میری بیٹی نہ مرے ۔ اس لئے تو میرے پاس آیا ہے کہ میری جان نکالے ۔ میں تجھے بتانا چاہتی ہوں ۔ کہ من نہ مہتی ام ۔ میں مہتی نہیں ہوں ۔ من یکے از پیرزال محنتی ام ۔ میں تو ایک بڑھیا مزدور عورت ہوں ۔ تو میری جان نہ نکال مہتی کی جان نکال ۔ وہ سامنے چارپائی پر پڑی ہوئی ہے ۔ گویا اُدھر تو وہ عورت یہ دعا کر رہی تھی ۔ کہ لڑکی کی موت مجھے آجائے اور یا پھر یہ صورت ہوئی کہ گائے جو مٹکا سر پر اُٹھائے اِدھر اُدھر بھاگ رہی تھی ۔ جب اس نے اُسے ملک الموت سمجھا تو اس نے کہا ۔ میں تو مہتی نہیں ہوں ۔ میں تو ایک مزدور بڑھیا عورت ہوں ۔ اور بیٹی کی طرف اشارہ کر کے کہا ۔ مہتی وہ پڑی ہے ۔ غرض بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ قریب ترین عزیز جو بڑی بڑی قربانیوں کا دعوےٰ کرتے ہیں ۔ وہ بھی انسان کو چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہیں ۔ مگر اللہ تعالےٰ انسان کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑتا ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھو ۔ باوجود اس کے کہ جائداد آپ کی تھی ۔ آپ نے صرف اپنی بھاوج کو خوش کرنے کے لئے اپنے بھائی کی وفات کے بعد ان کی تمام جائداد جس کے آپ وارث تھے اپنے بڑے بیٹے

مرزا سلطان احمد صاحب

کے نام لگوا دی تھی جسے انہوں نے اپنا متبنّیٰ بنایا ہوا تھا ۔ وہ اپنے خاوند کی وفات پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئیں اور کہنے لگیں میں بے اولاد ہوں میری تسلی کے لئے اپنے بھائی کی جائداد سلطان احمد کے نام لگوا دو ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی یہ بات مان لی اور وہ جائداد مرزا سلطان احمد صاحب کے نام لگوا دی ۔ مرزا سلطان احمد صاحب چونکہ ملازم ہو گئے تھے ۔ پہلے نائب تحصیلدار ہوئے پھر تحصیلدار ہوئے ۔ پھر ای ۔ اے ۔ سی بنے ۔ پھر قائم مقام ڈپٹی کمشنر رہے اور اس طرح خدا تعالےٰ کے فضل سے خود انہوں نے بڑی آمدن پیدا کر لی ۔ اسلئے انہوں نے یہ ساری جائداد اپنی تائی کے سپرد کی ہوئی تھی ۔ اور انہوں نے یہ جائداد آگے اپنے بھائی مرزا نظام دین صاحب کے سپرد کر دی تھی ۔ جو حضرت صاحب کے شدید دشمن تھے ۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جائداد کھا رہی تھیں ۔ جو کھانا وہ آپ کے لئے بھجواتی تھیں وہ نہایت ہی ادنیٰ اور ذلیل قسم کا ہوتا تھا ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سارا دن مسجد میں بیٹھے رہتے تھے اور عبادت کرتے رہتے تھے اگر کوئی مسافر آجاتا تو اسے وہاں لا کے آپ دین کی باتیں سناتے اور اپنا کھانا اُسے دیدیتے اور خود دو پیسے کے چنے بھنوا کر چبا لیتے اور اس سے گذارہ کر لیتے اس کو بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ایک عربی نظم میں یوں ادا کیا ہے کہ

لُفاظات الموائد کان اُکلی

وصرت الیوم مطعام الاھالی

یعنی ایک زمانہ میں دسترخوانوں کے بچے ہوئے ٹکڑے میری خوراک ہوتے تھے کیونکہ آپ کی بھاوج اگرچہ آپ کی جائداد پر قابض تھیں ۔ مگر جو کھانا وہ آپ کے لئے بھیجتی تھیں وہ اس حیثیت کا ہوتا تھا کہ گویا بچے کھچے ٹکڑے ہوتے تھے ۔ جو آپ کو بھیجے جاتے تھے ۔ مگر فرماتے ہیں ۔

وصرت الیوم مطعام الاھالی

آج سینکڑوں خاندان خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے ذریعہ سے پل رہے ہیں

درحقیقت

اس میں بھی وہی توکل کام کر رہا تھا ۔ جو آپ کو خدا تعالےٰ کی ذات پر تھا وہ جس کو آپ نے اپنی ساری جائیداد دے دی ، وہ تو آپ سے اتنا بغض رکھتی تھیں ۔ کہ اپنے بچے کھچے ٹکڑے آپ کو کھانے کے طور پر دیتی تھیں مگر خدا تعالےٰ نے آپ کو اتنا دیا ۔ کہ سینکڑوں خاندان آپ کے ذریعہ پلنے لگ گئے مگر

مجھے یاد ہے

ہماری تائی صاحبہ کو کسی زمانہ میں اتنا بغض تھا کہ ہمارے مکان پر جو سیڑھیاں چھت پر جاتی تھیں ۔ وہ ان کے مکان کی دیوار کے پاس سے گذرتی تھیں ۔ چونکہ گھروں میں آپس کی ملاقاتیں بند تھیں ۔ اس لئے ہم سمجھتے تھے ۔ کہ یہ ہمارے دشمن ہیں جب میں نے سیڑھیوں پر چڑھنا تو انہوں نے آواز دینی محمود ادھر آ ۔ گل سُن میری ۔ یعنی محمود ادھر آؤ اور میری بات سنو ۔ میں نے بھاگنا بچپن کی وجہ سے میں نے ڈرنا کہ خبر نہیں یہ مجھے کیا سزا دیں گی ۔ اس پر انہوں نے پیچھے سے کہنا

جیہو جیہا کاں اوہو جیہی کوکو

یعنی جیسا اس کا باپ کوّا ہے ویسا ہی یہ اس کا لڑکا کوکو ہے ۔ مگر

خدا کی قدرت

دیکھو ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کا ایک الہام تھا ۔ کہ

تائی آئی (تذکرہ صفحہ ۔۔)

جس کے معنے یہ تھے کہ وہ ایسے زمانہ میں احمدی ہوں گی جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نائب اور قائم مقام اُن کے خاوند کا بھتیجا ہوگا ۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رقیب بھائی مرزا غلام قادر صاحب کی بیوی تھیں اور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لڑکا ہوں جو مرزا غلام قادر صاحب کے چھوٹے بھائی تھے ۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ایسا تصرف کیا کہ تائی صاحبہ نے اپنی عمر کے آخری زمانہ میں (یعنی ۱۹۱۶ء)

میری بیعت کر لی

اور بیعت کے بعد ان میں اس قدر اخلاص پیدا ہوا ۔ کہ جب وہ (دسمبر ۱۹۲۷ء میں) بیمار ہوئیں اور مجھے خبر پہنچی کہ وہ تین چار دن سے بیہوش پڑی ہیں تو میں ان کی تیمارداری کے لئے گیا ۔ فرش پر دری بچھی ہوئی تھی میں ان کی چارپائی کے پاس اس دری پر بیٹھ گیا ۔ ان کی آنکھ کھلی ۔ تو انہوں نے مجھے دیکھا وہ بیماری کی وجہ سے بہت زیادہ کمزور تھیں ۔ لیکن مجھے دیکھ کر لیٹے لیٹے انہوں نے اپنی ٹانگیں چارپائی سے نیچے سرکا لیں ۔ اور پاس والی عورتوں سے کہا مجھے چارپائی سے نیچے اُتار دو محمود نیچے زمین پر بیٹھا ہوا ہے اور میں یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ میں اوپر چارپائی پر بیٹھوں اور وہ نیچے ہو ۔ اب کجا وہ زمانہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کے طفیل وہ روٹی کھاتی تھیں اور جن کے طفیل انہیں برکت ملی ۔ ان کو تو وہ کاں کہتی تھیں اور مجھے کوکو ۔ اور کجا ایسا وقت آیا کہ مجھے دیکھ کر اُنہوں نے اپنی ٹانگیں چارپائی سے نیچے سرکا لیں اور قریب بیٹھنے والیوں سے کہا مجھے نیچے اتار دو محمود نیچے بیٹھا ہے ۔ اور مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوتا کہ وہ زمین پر بیٹھا ہو ۔ اور میں چارپائی پر بیٹھی ہوں ۔ حالانکہ ان کی حالت اس وقت بہت نازک تھی ۔ یہ اللہ تعالےٰ نے سے

وصرت الیوم مطعام الاھالی

کا

ایک روحانی نظارہ

دکھایا کیونکہ مطعام صرف دنیوی ہی نہیں ہوتا بلکہ روحانی بھی ہوتا ہے جسمانی طور پر تو وہ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مددگار تھیں ۔ لیکن روحانی نقطۂ نگاہ سے اس کے یہ معنے تھے کہ وہی لوگ جو مجھ کو صدقہ و خیرات کے طور پر روٹی دیتے تھے ایک دن ایسا آئے گا کہ میں ان کو روحانی غذا دینے والا بن جاؤں گا چنانچہ وہ احمدی ہو گئیں ۔ اور بعد میں اپنی زندگی بڑے اخلاص سے گذاری ۔

اسی طرح مرزا سلطان احمد صاحب کو بھی اللہ تعالےٰ نے

احمدیت قبول کرنے کی توفیق

دی ۔ مرزا سلطان احمد صاحب کے آخری عمر میں ہاتھ پاؤں رہ گئے تھے ۔ اور وہ اتنے کمزور ہو گئے تھے کہ ان کے پاؤں آسانی سے حرکت نہیں کر سکتے تھے ۔ ایک دن انہوں نے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے ہاتھ مجھے پیغام بھیجا کہ میں تو چل نہیں سکتا آپ کسی وقت آکر میری بیعت لے لیں ۔ چنانچہ میں اسی دن ان کے پاس چلا گیا اور ان کی بیعت لے لی ۔ ڈاکٹر صاحب ساتھ تھے میں ان کی چارپائی کے قریب ہی ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور مرزا سلطان احمد صاحب نے اپنا ہاتھ بیعت کے لئے آگے بڑھا دیا ۔ اور اسی طرح کرسی پر بیٹھے ہوئے میں نے ان کی بیعت لے لی گویا ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے بھائی کی بیوہ نے جو آپ کی مخالف تھیں آپ کے بیٹے کے ہاتھ پر بیعت کی ۔ اور دوسری طرف مرزا سلطان احمد صاحب نے جو میرے بڑے بھائی تھے میری بیعت کی پہلے وہ

شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ

سے کہا کرتے تھے کہ بڑے مرزا صاحب زندہ ہوتے تو میں ان کی بیعت کر لیتا میں نے ان سے تو بگاڑ رکھا۔ اب میں اپنے چھوٹے بھائی کی کس طرح بیعت کروں۔ شیخ صاحب مرحوم نے ان کو سمجھایا کہ یہ تو آپ کی اور زیادہ عزت بڑھائے گا۔ چنانچہ آخر عمر میں وہ بیعت کے لئے تیار ہو گئے۔ اور (دسمبر سنہ ۳۰ء میں) انہوں نے بیعت کر لی۔ غرض یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان تھا کہ ہماری تائی صاحبہ نے بھی میری بیعت کر لی اور مرزا سلطان احمد صاحب نے بھی میری بیعت کر لی۔ ہماری تائی صاحبہ کے احمدی ہونے میں بڑا دخل مرزا احسن بیگ صاحب کا تھا وہ ان کی بہن کے بیٹے تھے۔ ان کی ایک بہن اعظم آباد میں بیاہی ہوئی تھی۔ اور اس کے دو بیٹے تھے ایک مرزا اسلم بیگ صاحب اور دوسرے مرزا احسن بیگ صاحب مرزا احسن بیگ صاحب ہمارے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ سب سے پہلے ان کی میرے ساتھ دوستی ہوئی اور پھر انہوں نے اسی زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر لی۔ بعد میں ریاست پونچھ میں ان کو

بیس ہزار ایکڑ زمین

ملی۔ چونکہ ریاست آباد نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے ریاست کے حکام نے بعض لوگوں کو بڑے بڑے علاقے دے دیئے تھے۔ کہ ان کو آباد کرو۔ آخر میں ریاست نے کچھ زمین واپس بھی لے لی۔ کیونکہ وہ اسے آباد نہ کر سکے مگر پھر بھی چار پانچ گاؤں ان کے پاس رہ گئے۔ اب ان کے ایک بیٹے وہاں کام کرتے ہیں۔ گو ادھر آ جانا ان کے لئے مبارک ہے مگر انہیں لالچ ہے کہ پانچ گاؤں کیسے چھوڑوں اگر میں پاکستان آگیا تو پیچھے گورنمنٹ یہ جائداد ضبط کر لے گی۔ اس لئے وہ وہیں بیٹھے ہوئے ہیں حالانکہ ان کی ماں ایک بڑی مخلص احمدی تھی۔ اور ان کا باپ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا تھا۔ غرض تائی صاحبہ کی یہ بہن اعظم آباد میں بیاہی گئی تھیں اور اعظم آباد والے اپنے آپ کو بڑا رئیس سمجھتے تھے۔ سارا شاہدرہ ان کے پاس تھا۔ مرزا اعظم بیگ صاحب جو ان کے بڑے ہیڈ تھے وہ سب سے پہلے ہندوستانی تھے جو سیٹلمنٹ آفیسر بنے۔ اس سے پہلے صرف انگریز ہی اس عہدہ پر پہنچے تھے۔ پھر وہ کابل میں بھی رہے اور وہاں ایمبیسی میں ان کو بڑے عہدہ پر رکھا گیا۔ بعد میں وہ ہزارہ میں سیٹلمنٹ آفیسر بن گئے۔ وہاں انہوں نے اپنی امارت کے گھمنڈ میں بڑے بڑے ظلم بھی کئے۔ چنانچہ ایک دفعہ میں کشمیر سے واپس آ رہا تھا تو

مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ

نے جو ہزارہ کے ہی رہنے والے تھے۔ مجھے سنایا کہ جب مرزا صاحب یہاں سیٹلمنٹ آفیسر بن کر آئے۔ تو انہوں نے اپنے عزدر میں فلاں رئیس کو کہا کہ تمہارا گھوڑا مجھے پسند آیا ہے۔ وہ مجھے بھیج دو۔ اور پھر کہا کہ دیکھنا یہ گھوڑا آج شام تک میرے پاس پہنچ جائے۔ مولوی سرور شاہ صاحبؓ نے بتایا کہ وہ رئیس اتنا مالدار تھا کہ سارا علاقہ اس کے پاس تھا۔ مگر جب انہوں نے اس کو حکم دیا۔ تو وہ بھی چونکہ نواب اور رئیس تھا اکڑ گیا اور کہنے لگا مرزا صاحب اگر آپ مجھے کسی اور کی معرفت کہلا بھیجتے۔ کہ مجھے گھوڑا دے دو۔ تو ایک نہیں میں دس گھوڑے بھی دیدیتا۔ مگر آپ نے حکم دیا ہے تو اب چاہے آپ میری ساری جائداد تباہ کر دیں۔ اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں میں گھوڑا نہیں دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے سیٹلمنٹ میں اس کی تمام جائداد اس کے رشتہ داروں کے نام لکھ دی۔ اور اس کو تباہ کر دیا۔ مولوی صاحب کہنے لگے وہ اب تک غریب چلے آتے ہیں۔ حالانکہ پہلے وہ بہت ہی صاحب رسوخ تھے۔ غرض ان کے خاندان میں ہماری وہ پھوپھی بیاہی گئی تھیں اور ہمارے دادا کی ناپسندیدگی کے باوجود بیاہی گئی تھیں مرزا اعظم بیگ صاحب جو اس

خاندان کے مورث اعلیٰ

تھے انہوں نے ہمارے دادا کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم قادیان دیکھنا چاہتے ہیں وہ چغتائی خاندان کے نسل تھے اور ہم برلاس خاندان کے ہیں اور برلاس چغتائیوں کو ذلیل سمجھتے ہیں پرانے زمانہ میں یہ طریق رائج تھا کہ اگر کوئی کہے کہ ہم آپ کا گاؤں دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ ہم آپ کی لڑکی لینا چاہتے ہیں جب مرزا اعظم بیگ صاحب نے یہ پیغام بھیجا تو ہمارے دادا جلال میں آگئے اور کہنے لگے تم چغتائیوں کو بھی یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ ہم سے لڑکیاں مانگو۔ جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ ہمیں نہیں منظور۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ ہمارے باپ کے غرور کا ہی یہ نتیجہ نکلا کہ ان کی وفات کے بعد ہماری تین لڑکیاں ان کے خاندان میں بیاہی گئیں جن میں سے ایک تو ہماری پھوپھی تھیں۔ اور ایک اور چچا کی لڑکی تھی۔ اس طرح ان کے گھر میں ہماری لڑکیوں کا اچھا خاصہ اجتماع ہو گیا۔ پھر نہ صرف ہماری لڑکیاں ہی ان کے ہاں گئیں بلکہ ہماری جائدادیں بھی ان کے قبضہ میں جانی شروع ہوئیں۔ یہاں تک کہ قادیان کے سوا

ہماری ساری جائداد

ان لوگوں کے پاس چلی گئی۔ چنانچہ راجپورہ جو میں نے بعد میں بیس ہزار روپیہ میں خریدا وہ انہی لوگوں کے پاس چلا گیا تھا۔ پھر محلہ دارالرحمت جہاں بنا ہے وہ حصہ بھی ان لوگوں کے پاس چلا گیا تھا۔ یہ جائداد ان کے پڑپوتے مرزا اکرم بیگ نے ایک سکھ کے پاس اٹھارہ ہزار روپیہ میں بیچ دی تھی جو بعد میں حق شفعہ کے ذریعہ ہم نے واپس لی۔

مرزا اکرم بیگ کے والد مرزا افضل بیگ صاحب ایک ریاست میں سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے اور ناچ گانے کا انہیں شوق تھا۔ شراب کی بھی عادت پڑی ہوئی تھی مگر آخر میں انہوں نے ان تمام عادتوں سے توبہ کر لی۔ اور قادیان آگئے۔ بیعت کے بعد وہ ایک دفعہ بیمار ہوئے اور علاج کے لئے لاہور گئے۔ تو ڈاکٹر نے کہا کہ اگر آپ تھوڑی سی شراب پی لیں تو آپ بچ سکتے ہیں۔ وہ کہنے لگے ایک دفعہ میں نے شراب سے توبہ کر لی ہے اب میں نہیں پیوں گا۔ چنانچہ وہ مر گئے۔ لیکن انہوں نے شراب کو نہیں چھوا۔ غرض بیعت کے وقت جو انہوں نے عہد کیا تھا اس پر پورے اترے۔ لیکن ان کا بیٹا اچھا نہ نکلا۔ اس نے دارالرحمت والی زمین ایک سکھ کے پاس بیچ دی تھی شیخ مختار احمد صاحب ایک غیر احمدی بیرسٹر تھے جو

ہم سے بہت محبت رکھتے تھے

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے انہوں نے مجھے لکھا کہ آپ کی اتنی قیمتی جائداد ہے۔ جو اکرم بیگ نے فلاں سکھ کو اٹھارہ ہزار روپیہ میں دے دی ہے یہ بڑی قیمتی جائداد ہے۔ اگر آپ اٹھارہ ہزار روپیہ کا بندوبست کر لیں۔ تو یہ جائداد آپ واپس لے سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ بہت ہی قیمتی جائداد تھی۔ چنانچہ بعد میں ہم نے اس سے پانچ لاکھ روپیہ کمایا۔ مگر اس وقت میرے پاس روپیہ نہیں تھا۔ میں نے کہا میرے پاس اتنا روپیہ کہاں ہے۔ انہوں نے لکھا کہ بارہ ہزار روپیہ کسی نے میرے پاس امانت رکھا ہوا ہے وہ میں آپ کو دے سکتا ہوں۔ آپ لبد میں مجھے دے دیں صرف چھ ہزار روپیہ کا آپ کسی طرح انتظام کریں۔ چنانچہ ایک دوست نبی بخش صاحب کشمیری امرتسر کے تھے۔ میں نے حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کو ان کے پاس بھیجا۔ انہوں نے انہیں تحریک کی کہ وہ مجھے کچھ روپیہ قرض کے طور پر دے دیں۔ چنانچہ اندر ہی اندر سے دوسرے دن ایک لفافہ ان کی طرف سے آیا جس میں

تین ہزار روپیہ

تھا۔ اور ساتھ لکھا تھا کہ تین ہزار روپیہ میرے پاس تھا۔ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے تحریک کی تھی۔ جس پر میں یہ روپیہ آپ کو بھیج رہا ہوں جب آپ کو توفیق ہو مجھے واپس کر دیں۔ اسی دن ڈاکٹر فضل کریم صاحب کا افریقہ سے خط آیا کہ میں سترہ سو روپیہ آپ کو بھجوا رہا ہوں۔ وہ غالباً کسی جنگ پر گئے ہوئے تھے اور ان کی تنخواہ جمع تھی جو بعد میں انہیں ملی۔ اور انہوں نے مجھے بھجوا دی اس طرح چار ہزار سات سو روپیہ ہو گیا اور بارہ ہزار روپیہ شیخ مختار احمد صاحب بیرسٹر نے دیا۔ اب صرف ایک ہزار تین سو کی کمی رہ گئی تھی۔ وہ میں نے اپنی بیویوں کے زیورات بیچ کر پوری کر لی۔ اور زمین خرید لی۔ اس زمین پر دارالرحمت کا محلہ آباد ہوا۔ اسی طرح جس زمین پر محلہ دارالفضل آباد ہے۔ یہ زمین بھی میں نے مرزا اکرم بیگ سے لی۔ ہندوؤں نے اس زمین کا ایک ہندو سے ڈیڑھ لاکھ میں سودا کیا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ اٹھارہ ہزار تو کسی نہ کسی طرح جمع ہو گیا تھا۔ اب ڈیڑھ لاکھ کہاں سے آئے گا اس کے لئے میں نے

جماعت میں اعلان

کر دیا کہ جو چاہے زمین خرید سکتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے جماعت کو اتنی ہمت دی کہ اس میں سے ایک لاکھ سے زائد کے ٹکڑے بک گئے اور باقی روپیہ کا میں نے خود انتظام کر لیا۔ اور اس طرح وہ محلہ بھی خرید لیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ جب دینے پر آتا ہے تو اس طرح دیتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

لفاظات الموائد کان اکلی
وصرت الیوم مطعام الاھالی

دیکھو جب رمضان آتا ہے تو لوگ "لفاظات الموائد" ہی کھاتے ہیں۔ یعنی سارا دن بھوکے رہتے ہیں۔ صبح کے وقت جو روٹی انہیں مل جائے کھا لیتے ہیں۔ لیکن

جب عید آتی ہے

تو وصرت الیوم مطعام الاھالی والا نظارہ ہوتا ہے۔ اس دن خدا تعالیٰ کھلانے پر آ جاتا ہے۔ رمضان کے دنوں میں تو کہتا ہے کہ خبردار جس نے دن کے وقت کھانا کھایا میں اسے سزا دوں گا اور عید کے دن کہتا ہے کہ جس نے نہ کھایا میں اسے سزا دوں گا۔ گویا وہی صورت ہو جاتی ہے کہ

لفاظات الموائد کان اکلی
وصرت الیوم مطعام الاھالی

پہلے تو غریبوں کا سا کھانا دیا جاتا تھا اور عید کے دن امیروں کا سا کھانا میسر آ جاتا ہے۔ سحریاں بھی امیروں کی ہی ہوتی ہیں۔ ورنہ غریبوں کا کیا ہے انہیں جو معمولی چیز بھی مل جائے اس سے روزہ رکھ لیتے ہیں مجھے یاد ہے بچپن میں ایک عورت مجھے کھلایا کرتی تھی۔ وہ ایک دن مجھے ایک کمرہ میں کھلاتی جاتی تھی اور ساتھ ساتھ ایک باسی روٹی کا ٹکڑا جو

اس کے ہاتھ میں تھا وہ کھاتی جاتی تھی مجھے یاد ہے۔ کہ وہ باسی روٹی مجھے اس وقت اتنی بڑی نعمت معلوم ہوتی تھی۔ کہ اگر آج دنیا کی ساری نعمتیں بھی مجھے مل جائیں تو مجھے ان میں وہ مزہ نہ آئے جتنا اس باسی روٹی کے ٹکڑے کی خوشبو میں آتا تھا۔ تو غریب کو تو باسی روٹی بھی مل جائے تو وہ سمجھتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت

ہے جو مجھے میسر آگئی۔ اسی طرح شام کو روزہ کھلتا ہے تو جو لوگ آسودہ حال ہوتے ہیں وہ تو افطاری کے لئے ہر قسم کی چیزیں بناتے ہیں۔ لیکن غریب لوگ پانی کے ایک گھونٹ سے ہی روزہ کھول لیتے ہیں۔ آخر یہی چیز خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ تو کھانا نہیں کھاتے تو ہم ہی تو بار ہے کھانے کو خدا تعالیٰ نے اپنا کھانا قرار دے دیا ہے جیسے کہ بائیبل میں بھی آتا ہے اور حدیثوں میں بھی کہ

قیامت کے دن

جب لوگ خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے تو وہ کہے گا میں بیمار تھا تم نے میری عیادت کیوں نہیں کی۔ میں ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا کیوں نہیں پہنایا۔ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کیوں نہیں کھلایا۔ لوگ کہیں گے اے ہمارے رب تو بڑی شان والا ہے تو کب بھوکا تھا جو ہم نے تجھے کھانا نہیں کھلایا تو کب ننگا تھا کہ ہم نے تجھے کپڑا نہیں پہنایا تو کب بیمار تھا کہ ہم تیری عیادت کو نہیں آسکے تو

خدا تعالیٰ جواب دے گا

کہ جب میرا غریب سے غریب بندہ تمہارے پاس آیا اور وہ بھوکا تھا اور تم نے اُسے کھانا نہیں کھلایا تو تم نے مجھے کھانا نہیں کھلایا اور جب میرا غریب سے غریب بندہ تمہارے پاس آیا اور وہ بھوکا تھا۔ اور اسے تم نے کھانا نہیں کھلایا۔ تو تم نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ اور جب میرا غریب سے غریب بندہ تمہارے پاس آیا۔ اور وہ ننگا تھا۔ اور تم نے اسے کپڑا نہیں پہنایا۔ تو تم سمجھو کہ میں ہی ننگا تھا جسے تم نے کپڑا نہیں پہنایا۔ اور جب میرا غریب سے غریب بندہ بیمار ہوا اور تم نے اس کی عیادت نہیں کی۔ تو تم نے میری عیادت نہیں کی۔ گویا خدا تعالیٰ بندہ کا قائم مقام بن جاتا ہے۔ یہی چیز رمضان میں ہوتی ہے۔ اس میں جو کچھ کھایا جاتا ہے۔ چاہے غریب کھائے یا امیر کھائے وہ ایک رنگ میں خدا تعالیٰ ہی کھاتا ہے۔ کیونکہ بندہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہی کھاتا ہے۔ پس ہمارا کھانا بھی خدا تعالیٰ کا ہی کھانا ہوتا ہے۔ چاہے وہ معمولی کھانا ہو۔ یا اچھا۔ پھر عید کے دن بھی جو ہم کھاتے ہیں۔ وہ بھی خدا تعالیٰ ہی کا کھانا ہوتا ہے۔ کیونکہ عید بھی ہم اس کے حکم سے مناتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہی حکم دیا ہے۔ اور ہم عید منانے لگ گئے ہیں۔ پس اگر ہمیں

عید کے دن

کھانا ملتا ہے۔ تو درحقیقت وہ بھی خدا تعالیٰ ہی کے گھر سے آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کھانا نہیں۔ مگر ہم کھاتے ہیں۔ اس طرح اگر ہم روزہ میں فاقہ کرتے ہیں۔ تو وہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ نے فاقہ کر لیا۔ کیونکہ رمضان اور عید میں ہم خدا تعالیٰ کے قائم مقام بن جاتے ہیں ہمارا بھوکا رہنا خدا تعالیٰ کا بھوکا رہنا ہوتا ہے۔ اور عید کے دن ہمارا کھانا خدا تعالیٰ کا کھانا ہوتا ہے۔ گویا ان دنوں میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنا جبہ ہمیں پہنا دیتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا کوئی بندہ روزہ رکھتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ میں ہی ہوں جو روزہ رکھ رہا ہوں۔ کیونکہ میرے بندے نے جو کچھ کیا ہے میرے حکم سے کیا ہے۔ پھر ہم عید کے دن کھاتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ میرا بندہ نہیں کھا رہا بلکہ میں کھا رہا ہوں کیونکہ وہ کھا رہا ہے تو میرے حکم سے کھا رہا ہے۔ اور اس کے پیٹ میں نہیں جا رہا بلکہ میرے پیٹ میں جا رہا ہے۔ اس طرح

ہمارے جتنے بھی اعمال ہیں

وہ نیکی بن جاتے ہیں۔ اور وہ الٰہی حکموں کے ماتحت آجاتے ہیں۔ بندہ کوئی بھی حرکت کرے وہ اس کے نام نیکی بن کر لکھی جاتی ہے۔ یہی خدا تعالیٰ کی سنت ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی یہ سنت نہ ہوتی اور انسان اپنے اعمال کی وجہ سے بخشا جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیوں فرماتے۔ کہ اے عائشہ میں بھی اپنے اعمال سے نہیں بخشا جاؤں گا بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بخشا جاؤں گا۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی بخشے جائیں گے۔ تو ہم کون ہیں جو کہہ سکیں۔ کہ ہم اپنے اعمال سے بخشے جائیں گے۔ ہم یقیناً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ

اس کے فضل کے محتاج

ہیں۔ ہم پر تو اور بھی خدا تعالیٰ کا فضل ہوگا۔ تو ہم بخشے جائیں گے ورنہ ہمارے بخشے جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

”یوم مسیح موعود“ کی مبارک تقریب پر

مختلف مقامات میں کامیاب جلسے

(۲)

کیرنگ

کیرنگ مورخہ ۲۰ر اپریل۔ یوم مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک تقریب پر جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ جس کا اعلان پہلے کیا جا چکا تھا۔ بعد نماز ظہر تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد مکرم شیخ مکرم علی صاحب نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بعض پیشگوئیوں کا ذکر کر کے بتایا کہ اس زمانہ میں پیشگوئیوں نے پورا ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کو ظاہر کر دیا۔ حضور کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ آپ اکیلے کھڑے ہوئے اور باوجود دنیا کی دشمنی کے اللہ تعالیٰ نے اس وقت احمدیت کو بین الاقوامی حیثیت عطا فرمائی ہے۔

بعدہٗ منشی فیاض الدین صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ اس زمانہ میں دنیا نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے منہ پھیر لیا تھا۔ حضور نے لوگوں کے سامنے سچے خدا کو پیش کر کے زبردست دلائل سے منوایا کہ حقیقت میں زندہ اور قادر خدا موجود ہے۔

اس کے بعد مولوی شیخ طاہر الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نے اپنی تقریر فرمایا کہ جو غلط عقائد اللہ تعالیٰ نیز سنتوں، نبیوں اور قرآن کریم کے بارے میں مسلمانوں میں رائج ہو گئے تھے۔ کس طرح حضور علیہ السلام نے ان کو رد کر کے صحیح عقائد پیش کئے۔

آخر میں مکرم محسن خاں صاحب مبلغ جماعت احمدیہ نے اپنی تقریر میں بتلایا کہ جب تک دنیا حضور علیہ السلام کی صحیح تعلیم پر عمل پیرا نہ ہو گی موجودہ مصائب اور تکالیف سے نجات حاصل نہیں کر سکتی۔ باتی خر اجتماعی دعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی برخاست ہوا۔

چارکوٹ

جماعت احمدیہ چارکوٹ کی طرف سے جلسہ یوم مسیح موعود زیر صدارت مکرم میاں محمد حسین صاحب صدر تیشل کانفرنس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم میاں بشیر احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نے پیدائش حضرت مسیح موعود السلام پر کی۔ دوسری تقریر میاں عبد الحق صاحب نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر کی۔

تیسری تقریر مکرم محمد شفیع صاحب نے قرآن و احادیث کی پیشگوئیاں در بارہ مسیح موعود علیہ السلام بیان فرمائیں۔ اس کے بعد مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ جماعت احمدیہ نے حضور کی آمد۔ دعویٰ اور ان کے متعلق نشانات جو وقت پر ظاہر ہوئے بیان کئے۔ اس طرح بعد دعا جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

بھرت پور

بھرت پور میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام زیر صدارت پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ بھرت پور بمقام ابراہیم پور منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد مولوی عبد المطلب صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارناموں پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ احادیث میں آنیوالے مسیح کو نبی اللہ کہہ کر پکارا ہے اور بزرگان امت نے اس پر ایمان لانا لازمی قرار دیا ہے۔ اسلئے خدا کا شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے مامور وقت پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ نے واضح کیا کہ خدا تعالیٰ ازلی ابدی ہے وہ آج زندہ ہے اور بندوں کی دعائیں سنتا ہے اس نے مجھے اس زمانہ کی اصلاح کیلئے مبعوث کیا اور مجھے قبولیت دعا کا نشان دیا ہے۔ اس کے بعد مکرم عبید الرحمٰن صاحب فانی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانح حیات کے مختلف پہلو بیان فرمائے کہ حضور نے اس الحاد اور دہریت کے زمانہ میں زندہ خدا پیش کیا۔ اور فرمایا آپ کی آمد کی غرض الہام الٰہی میں یحیی الدین و یقیم الشریعۃ بتلائی ہے آپکے ذریعہ اسلام دوبارہ زندہ ہوا اور شریعت محمدیہ کو جو لوگ پس پشت ڈال چکے تھے پھر قائم کی۔ چنانچہ تمام زندگی حضور مخالفین کے حملوں و اعتراضات کے جوابات زبردست دلائل سے دیتے رہے اور آنحضرت صلعم کے محاسن پیش کرتے رہے۔ بعد دعا جلسہ ختم ہوا۔

صرف یہی خیال ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بیان کردہ اپنی صفات کو سامنے لا کر ہمیں بخش دے۔ تو یہ اس کا احسان ہو گا اور اگر نہ بخشے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ وہ ہمیں جو بھی سزا دے۔ وہ اس میں حق پر ہے اور ہمیں جو سزا بھی ملے۔ ہم اس کے مستحق ہیں۔ اور وہ جو احسان ہم پر کرے وہ بہر حال اس کا احسان ہے ہمارے کسی عمل کا نتیجہ نہیں۔

(الفضل مورخہ ۱۲ ۴/۵۸)

جماعت احمدیہ اور جناب صوفی نذیر احمد صاحب کشمیری

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۱)

"صدق جدید" مورخہ ۴ر اپریل ۱۹۵۸ء میں صوفی نذیر احمد صاحب کاشمیری کا مضمون جماعت احمدی اور جماعت اسلامی" زیر مطالعہ ہے صوفی صاحب موصوف کے مخاطب تو "پیغام صلح" لاہور کے یعقوب خاں صاحب ہیں لیکن اس خطاب میں انہوں نے جماعت احمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اسی طرح "تبرا بازی" کی ہے۔ جو اعدا احمدیت کا شعار چلا آرہا ہے۔

پہلے تو آپ نے ڈاکٹر اقبال سے اپنے ایک استفسار کا حوالہ دیا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب کے دو قول نقل کئے ہیں۔ پہلا قول کہ قادیانی انگریزوں کا بلا تنخواہ جاسوس ہوتا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ احمدیوں نے اسلام کی بجائے عیسائیوں کے پیڈ مسٹری ازم کو جاری کرنے کی کوشش کی ہے اس کے بعد جناب صوفی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

۱- مرزا صاحب کی کوشش اسلام سے زیادہ اپنے کو منوانے کی تھی۔

۲- انگریزوں سے وفاداری امت کے مقابل میں اس لئے تھی کہ "منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد" کا نعرہ بے تاویل و بیباک لگا سکیں۔

۳- مرزا صاحب پر فرقہ باطنیہ و بہائیہ کا بہت زیادہ اثر تھا۔

۴- آپ نے اپنی جماعت کو نیا نام "فرقہ احمدیہ" دیا۔

۵- قادیانیوں کو خدمت اسلام کرنی ہے تو مرزا صاحب کے دعاوی کو ایک طرف رکھ کے پھر امت کے ساتھ ربط قائم کرنا ہوگا۔

۶- قادیانی تحریک کے تین ارکان ہیں۔ وفات مسیح کا ازالہ۔ نزول مثیل مسیح کا اعتقاد اور مرزا صاحب کے دعوئے مسیحیت پر ایمان۔

۷- مرزا صاحب پر ایمان لانا اندھی پیر پرستی ہے۔

۸- قادیانی علم کلام سیدھی عقل کو ہزار ہا پر پیچ اجتہاری و تاویلی جنگلوں میں ڈال دیتا ہے۔

۹- اس تحریک کا واضح پہلو" وحدت اسلامیہ کو مجروح کرنا ہے۔

یہ ہے ان کی تنقید یا اعتراضات کا خلاصہ۔ ظاہر ہے کہ اس مضمون میں انہوں نے کوئی نئی بات نہیں کہی ہے۔ بلکہ علماء کی وہی "سطحیات" دہرا دی ہیں جو اس سے پہلے بار بار دہرائی جا چکی ہیں۔ مگر سب سے تعجب خیز الزام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرقہ باطنیہ و بہائیہ سے متاثر ہونا۔ اس سے پہلے ہم "صدق جدید" میں ایک تعمیری تنقید پڑھ چکے ہیں۔ جس میں جماعت احمدیہ کو "خارجی" جماعت کہا گیا تھا۔ اب ان علماء اور صوفیاء سے کون پوچھے کہ ایک ہی جماعت خارجی اور باطنی کیسے ہوگئی۔ کیونکہ جس طرح یہ دونوں الفاظ لغت کے اعتبار سے مترادف نہیں بلکہ دو مختلف معانی پر دلالت کرتے ہیں اسی طرح تاریخ کی رو سے بھی ان دونوں جماعتوں کا مقصد وجود ایک نہیں۔ بلکہ دونوں جماعتیں ایک دوسرے کی ضد واقع ہوئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اب ہمارے علماء و صوفیاء کا "مبلغ علم" اتنا رہ گیا ہے کہ وہ "مشبہ و مشبہ بہ" کے درمیان "وجہ شبہ" تلاش کرنے کی بھی ضرورت نہیں سمجھتے اور سوچے سمجھے بغیر خطابات تقسیم کرنے لگتے ہیں۔ شاید ایسے ہی "لفظی صنعت گردن" کے متعلق کہا گیا ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کی عقل کرشمہ ساز کرے

مطاعن اقبال کا جواب

اب آئیے ہم سب سے پہلے مطاعن اقبال کا جواب دیتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے جماعت احمدیہ کو "انگریز دوست" کہا ہے اور اسے ہی اس جماعت کے عیوب کا مرکز قرار دیا ہے امید تھی کہ ڈاکٹر صاحب کا طریق عمل اس سے مختلف ہوگا۔ مگر جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کبھی اقبال نے انگریزوں کی مخالفت کی ہو۔ بلکہ زندگی بھر ان کی پیشانی پر انگریزوں کی غلامی کا قشقہ لگا رہا یعنی "سر" کا خطاب۔

پھر ان کی انگریز نوازی کا یہ حال تھا کہ انہوں نے ملکہ وکٹوریہ کی وفات پر ایک "المیہ ترکیب بند" لکھی۔ گورنر کی شان میں قصیدہ کہا۔ ۱۹۲۶ء میں کونسل کے ممبر منتخب ہوئے۔ ۱۹۳۱ء میں حکومت ہند کی دعوت پر گول میز کانفرنس میں شرکت کی۔ اسی سال آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔ جو اس وقت انگریز دوستوں کی جماعت تھی۔ اور آخر میں تو انگریز دوستی میں اتنی ترقی کی کہ انگریزوں نے ان کو اپنا ایجنٹ بنا کر افریقہ بھیجنا چاہا۔

اب ذرا غور فرمایئے کہ ایسی زندگی انگریز دوست کی ہوتی ہے یا انگریز دشمن کی۔ کیا کوئی ایسا شخص جو انگریز ہند کی عمارت ڈھا کر اسلامی عمارت بنانے کا کوشاں تھا سرکار انگریزی کی ان "عنایات خسروانہ" سے نوازا گیا؟

اقبال کے دوست

پھر اقبال کو صحبت بھی ہمیشہ انگریز پرستوں کی راس آئی۔ اور وہ ہمیشہ ان کے قرۃ العین و منظور نظر بنے رہے۔ آپ کو نواب صاحب بھوپال کی طرف سے پانچ سو روپے ماہوار وظیفہ ملتا تھا۔ آپ ان کے "شیش محل" میں بیٹھ کے "طبع آزمائی" فرماتے تھے۔ نظام حیدرآباد کے شاہی مہمان ہوتے تھے۔ اور شاہ افغانستان آپ کو تعلیمی اصلاحات کے لئے بلاتا تھا۔ یہ سارے وہ لوگ ہیں۔ جن کی ساری زندگی انگریزوں کی خوشامد میں کٹی ہے۔ اور یہ کسی ایسے آدمی سے تعلق رکھنے کے مجاز نہ تھے جو انگریز دشمن ہو۔ نظام حیدرآباد و نواب بھوپال کا حال تو سبھوں کو معلوم ہے۔ شاہ افغانستان کا بھی یہی حال تھا۔ وہ بھی انگریزوں کے اشارۂ ابرو پر حرکت کرتا تھا۔ مولانا عبید اللہ صاحب سندھی جنہوں نے افغانستان میں انگریزوں کے خلاف ایک حکومت قائم کی تھی۔ ان پر محض انگریزوں کے اشارے سے "عتاب شاہی" نازل ہوا۔ اور وہ بے چارے بڑی کس مپرسی کے عالم میں افغانستان سے نکلے۔ بھلا ایسا بادشاہ کب کسی ایسے آدمی کو تعلیمی اصلاحات کے لئے اپنے ملک میں بلا سکتا تھا۔ جو انگریز دوست نہ ہو؟

تعلیم اقبال

اس کے علاوہ جب ہم اقبال کی تعلیم و تربیت دیکھتے ہیں تو ان کو محض مغربی علماء کے آگے زانوئے ادب تہ کئے پاتے ہیں کسی قابل ذکر ایشیائی عالم دین سے آپ کو شرف تلمذ حاصل نہ ہوا۔ لاہور میں مسٹر آرنلڈ۔ کیمبرج میں ڈاکٹر براؤن۔ نکلسن اور سارلی وغیرہ نے آپ کی تربیت کی۔ اور جرمنی کی "میونک یونیورسٹی" نے پی۔ ایچ ڈی کی ڈگری دی۔ آپ کی اس مغرب پرستی کا اثر آپ کے اشعار میں نمایاں ہے۔ آپ کے بہت سے اشعار گوئٹے اور نیٹشے کے خیالات سے متاثر بتائے جاتے ہیں۔ اور آپ نے اپنا مایۂ ناز فلسفہ یعنی "فلسفۂ خودی" بھی مغربی مکتب خیال سے مستعار لیا ہے۔

خدا و رسول اقبال کی نظروں میں

یہ اسی مغرب پرستی کا اثر تھا کہ اقبال نے جابجا خدا اور رسول کا نہایت گستاخانہ اور غلط انداز میں ذکر کیا ہے۔ پھر ان پر "خودی" کا ایسا بھوت سوار تھا کہ جبرئیل کی عبدیت کے مقابلہ میں ابلیس کی خودی کو سراہا ہے

خدا نے قرآن پاک میں کہا ہے کہ فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا یعنی خدا کا ویسے ہی ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہو بلکہ اس سے اچھی طرح۔ اب کیا کوئی سعادت مند بیٹا باپ کو دھمکی دیتا ہے۔ یا ان کی جناب میں خلاف ادب الفاظ استعمال کرتا ہے۔ مگر اقبال کو دیکھئے ان کی مشہور نظم "شکوہ" کا مطالعہ کیجئے۔ اور پھر یہ چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔

در دشت جنون من جبریل زبوں صیدے
یزداں بہ کمند آور اے ہمت مردانہ

اس شعر میں جبریل علیہ السلام ڈاکٹر اقبال کے صید زبوں ہیں۔ اور خدا کو اپنے جال میں پھانسنے کی ترکیب سوچی جا رہی ہے۔ اور اقبال کی یہی ہمت مردانہ ہے

اسی طرح آپ کہتے ہیں

فارغ تو نہ بیٹھے گا محشر میں جنوں میرا
یا اپنا گریباں چاک یا دامن یزداں چاک

باغ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں
کار جہاں دراز ہے اب میرا انتظار کر

دیوان اقبال میں اس قسم کے بہت سے اشعار ملیں گے جن میں خدا کو انتہائی گستاخانہ طور پر مخاطب کیا گیا ہے

نبوت

پھر نبوت کے متعلق ان کا نظریہ عجیب ہے۔ وہ نبوت کو بدولت بہت کا ہم رکاب سمجھتے ہیں اس لئے ان کو جن انبیاء کی زندگی میں حکومت نظر نہیں آتی۔ ان کو وہ حشیش خور اور غارتگر اقوام کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔

وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارتگر اقوام ہے یہ صورت چنگیز

اس طرح کے اور بہت سے اشعار ہیں۔ اگر اقبال مغربی فلسفہ سے متاثر نہ ہوتے تو کبھی ان کی فکر و جستجو یہ راہ اختیار نہ کرتی۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ ایک ایسا انسان جو اپنے طرز عمل سے نہ صرف انگریزوں کا دوست تھا بلکہ مغربی فلسفہ سے بھی بری طرح متاثر تھا۔ وہ ایک ایسے مقدس انسان کی شان میں گستاخی کرتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمدؐ
درین رہ گر کشندم ور بسوزند
نتابم رو ز ایوان محمد

حضرت (مرزا غلام احمدؑ)

اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ کے حق میں اقبال کا یہ قول بالکل "صوفیانہ" ہے۔ اور یہ قول ان کی زندگی کی اس شکست کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ جو انہوں نے احمدیوں کی بلندی اقبال اور راستی فکر و عمل سے کھائی ہے۔ ورنہ اقبال اور ان کے تمام ہمنوا ان

کو یہ چیلنج ہے کہ وہ احمدیوں کی جاسوسی کا کوئی معین واقعہ پیش کریں۔۔ ورنہ یقین جانیئے کہ یہ ڈاکٹر صاحب کا ایسا "بزدلانہ اقدام" ہے۔ جس کے نتیجہ میں تاریخ مستقبل ہمیشہ ان کے چہرے پر داغ ذلت لگاتی رہے گی۔

اقبال نے جس امتِ متحدہ کا خواب دیکھ کر فرقہ قادیانی پر ناروا سوقیانہ حملے کئے۔ انہیں اپنی امت میں ایسے جاسوسوں کا سراغ مل سکتا تھا۔ ذرا آج ڈاکٹر صاحب کے حامی بتائیں تو کہ ہندوستان سے مصطفےٰ کمال پاشا کو قتل کرنے کون گیا تھا؟ اور مولینا محمود الحسن صاحب کی سازش کا انکشاف کس نے کیا تھا؟ کسی احمدی نے یا آپ کی امتِ متحدہ کے افراد نے؟

مقامِ اقبال

اقبال میرے نزدیک بھی ایک شاعر ہے۔ اور بڑا شاعر بلکہ خاتم الشعراء۔ مگر ہم ان کے مرتبہ میں غلو نہیں کرتے۔ شاعروں کی کمزوریاں ان کے ساتھ بھی تھیں۔ تلون مزاجی سست عملی۔ اور زود رنجی جو شاعروں کا خاصہ ہے۔ ان کے اندر بھی تھیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اپنے عمل سے اپنے ہی "فلسفۂ خودی" کی تردید نہ کرتا۔ اور ایک نواب کے وظیفہ پر زندگی بسر نہ کرتا۔ اور اپنے ان داتا کی تعریف میں مبالغہ گوئی سے کام نہ لیتا۔ اقبال کے کلام میں جو بے حد تضاد پایا جاتا ہے۔ اُسے تو مکرد تحقیق کا متقاضو نتیجہ کہہ سکتے ہیں۔ مگر ان کے ایسے اقوال کی کیا تاویل کی جاسکتی ہے؟

اس لئے درست یہ ہے کہ ہمیں کبھی ان کے اقوال کو مذہبی حیثیت نہیں دینی چاہیئے البتہ ان کی بلند پروازی۔ جدت طرازی اور مضمون آرائی ضرور قابل داد ہے۔

انگریز دشمنی

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف جو تحریک چلائی گئی وہ سراسر سیاسی و عصبی قسم کی تحریک تھی۔ مذہب سے اس کا کوئی سروکار نہ تھا۔ بقول مولینا عبد الماجد صاحب دریابادی کہ انگریز دشمنی "مدت سے تقویٰ و راستبازی کا شعار ہوگئی ہے" مگر افسوس کہ ہندوستان کے ایک مذہبی طبقہ نے اس پر مذہب کا رنگ چڑھا دیا۔ وہ لوگ جو "سلسلہ ولی اللّہی" سے اپنے کو منسلک مانتے ہیں۔ اور "فلسفۂ ولی اللّہی" کی اشاعت کرنی چاہتے ہیں۔ سب سے پہلے انہوں نے ہی انگریز دشمنی کو "شعار ایمان" قرار دیا۔ اور آگے چل کر تو اس میں اتنا غلو کیا کہ یہ جزو دین و ایمان ہوگیا۔ دیوبند جیسے عظیم مذہبی ادارے کی بھی بس یہی غرض و غایت رہ گئی ہے۔ اور اس کے اکثر طلبہ اسی کام کے لئے وقف ہوگئے۔ مگر اسی ہندوستان میں اور جو سینکڑوں علماء اور زعماء گذرے ہیں جنہوں نے انگریزی حکومت کے خلاف کوئی

فتوے نہیں دیا۔ حتی کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح۔ سید احمد بریلوی رح اور مولینا اسمٰعیل صاحب شہید رح جو قافلہ آزادی کے میر کارروان تھے۔ انہوں نے بھی انگریزوں حکومت کے خلاف کوئی تحریک نہیں چلائی۔ بلکہ اس کی تائید کی۔ ورنہ یہ ہندوستان چھوڑ کر جہاد کے لئے پنجاب کیوں جاتے؟ پھر ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے بعد ۱۷ر جولائی ۱۸۷۰ء کو سات بڑے بڑے علماء فرنگی محل اور مولینا قطب الدین دہلوی نے ایک فتوےٰ شائع کیا کہ انگریز حکومت کے خلاف جہاد جائز نہیں۔ اس فتویٰ پر دستخط کنندگان میں مولوی عبد الحی صاحب فرنگی محل بھی شامل ہیں۔ جن کے علم و تقویٰ کا ادارۂ دیوبند بھی معترف ہے۔ اور دوسرے علماء بھی کسی طرح مغز شریعت کے پہچاننے اور زہد و خداترسی میں اربابِ دیوبند سے کم نہ تھے۔ اسی طرح انگریز حکومت کے "دارالسلام" ہونے پر مکہ معظمہ کے حنفی شوافع اور مالکی مفتیوں نے اور ہندوستان کے شیعہ مجتہدوں نے بھی فتوے دیئے۔ پھر سرسید اور ان کے رفقاء کار نے جن کی دماغی قابلیت اور تعمیری صلاحیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ انگریز حکومت سے وفاداری کی تلقین کی۔

مگر واقعہ یہ ہے کہ حاکم و محکوم کے درمیان جو ایک طبعی کشمکش ہوتی ہے۔ وہ اربابِ دیوبند کے کام آگئی۔ اور انہیں عوام سے انگریزوں کے خلاف ہر قسم کے فتاویٰ منوانے کا میدان ہاتھ آگیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام امن دوست و تعمیر پسند مسلمانوں کی آواز اس نقارخانہ میں دب کر رہ گئی۔

لیکن ہر واقف کار جانتا ہے کہ سنجیدہ و تعمیری کام کرنے والے سیاسی و مذہبی علماء کی وہ اکثریت جو انگریزی حکومت کی قدر دان تھی۔ ان کی نیت مشکوک نہیں تھی۔ بلکہ وہ بھی قوم و ملت کے اتنے ہی ہمدرد تھے جتنے انگریز دشمن۔ بلکہ اس سے زیادہ۔ مگر افسوس کہ ہمارے علماء نے انکی دشمنی اور ان کے خلاف غلط پروپیگنڈا بھی اپنا جزو دین و سیاست بنا لیا۔ اقبال بھی اسی زمرے میں ہیں۔ اسی لئے احمدیوں کو انگریزوں کا بلاتنخواہ جاسوس کہتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی پالیسی

اس جگہ یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ جماعت احمدیہ ایک "حق پسند" جماعت ہے۔ اور ابتداء سے یہ حق الیقین کی پالیسی پر گامزن رہی ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے جو انگریزی حکومت سے اظہار وفاداری کیا۔ معاذ اللہ اس کی وجہ کوئی حرص و طمع یا مادی جلب منفعت نہ تھی۔ بلکہ یہ آپ کے نزدیک ایک خاص اسلامی حکم تھا۔ جس پر آپ نے بے خوف لومۃ لائم عمل کیا

آپ نے قرآن کریم کی آیت اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم سے استدلال کیا کہ ہر حکومت وقت کی اطاعت فرض ہے۔ اور آپ کا یہ استدلال اتنا ٹھوس ہے کہ اگر اس میں ذرا بھی رخنہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے تو دنیا سے صلح و امن کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اسی حکم قرآن کے مطابق آپ نے اپنی جماعت کو حکم دیا کہ حکومت کی اطاعت کرو اور قانون شکنی سے دور رہو۔ آپ کا یہ حکم صرف انگریزوں کے حق میں نہ تھا۔ بلکہ آپ نے اپنی جماعت کو ایک حکم قرآنی سے آگاہ کیا۔ اسی لئے آج ساری دنیا کے احمدی اپنے اپنے ملکوں میں پُرامن اور پابندِ قانون اپنا اپنا مذہبی فریضہ تبلیغ کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ آپ نے جب جب انگریزوں کی تعریف کی تو ان کے پُرامن نظامِ حکومت کا حوالہ دیا ہے۔ اب یہ اقبال کو کون سمجھائے کہ ہم لوگ انگریزوں سے پہلے مصائب و آلام کے کیسے کیسے تنور میں جل رہے تھے۔ اور انگریزی حکومت کے قیام کے بعد کیسے امن و عافیت کی جنت میں آباد ہوئے۔ ڈاکٹر اقبال کو یہ بات سمجھانی بہت مشکل ہے۔ اس لئے کہ سوتے کو جگانا آسان ہے۔ مگر جاگتے کو جگانا بہت دشوار ہے۔ اقبال کی آنکھوں سے ماضی قریب کی تاریخ پوشیدہ نہیں۔ اگر وہ اس کے باوجود اس حقیقت سے انکار کرتے ہیں۔ تو اسے تجاہل عارفانہ کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں؟

صوفی صاحب کا حضرت مسیح موعودؑ کی نیت پر حملہ

صوفی صاحب نے جو اقبال کے قول کا سہارا لے کر حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی نیت پر حملہ کیا ہے۔ معلوم نہیں وہ صوفیوں کے مشرب میں کہاں تک درست ہے؟ ان کا یہ کہنا کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو اپنے دعاوی کی اشاعت کے لئے ایک طاقت کی پشت پناہی چاہیئے تھی وہ انگریزوں سے اظہار وفاداری کرکے حاصل ہوگئی۔ تاریخ صوفی صاحب کے اس دعوی کی صریح تکذیب کرتی ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو اس اظہار وفاداری کے صلہ میں کوئی انعام نہیں ملا۔ نہ خوشنودی و پسندیدگی نہ پشت پناہی۔ بلکہ انگریز حکومت کا رویہ ہمیشہ آپ کے ساتھ معاندانہ رہا۔ حکومت کو آپ سے اتنی پرخاش تھی کہ آپ کی موروثی جائداد تک واپس نہیں کی۔ اور ہمیشہ آپ کی نقل و حرکت کی کڑی نگرانی کرتی رہی۔ اور جو آپ کے خلاف آگے بڑھے۔ اس کی حوصلہ افزائی کی۔

اصول پرستی

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرنی چاہیئے کہ آپ نے جو انگریز حکومت سے اظہار وفاداری کیا وہ "اصول پرستی" کے سوا کچھ نہ تھا۔ آپ کو یہ معلوم تھا کہ یہ سلطنت برطانیہ دیرپا نہیں بلکہ جلد مضمحل ہونے والی ہے۔ آپ کو ۱۸۹۱ء میں خدا نے خبر دی کہ

سلطنت برطانیہ تا ہشت سال
بعد ازاں ضعف و فساد و اختلال

اگر خدا نخواستہ آپ کا کوئی الہام اس کے خلاف ہوتا اور اس میں یہ خبر درج ہوتی کہ سلطنت برطانیہ ابدالآباد تک یا کم سے کم سو یا پچاس سال تک اسی حالت میں رہنے والی ہے۔ تو آپ کی وفاداری مصلحت کا تقاضا سمجھی جاسکتی تھی۔ مگر جس حالت میں کہ آپ کو الہام الٰہی کے ذریعہ یہ اطلاع دی گئی کہ آٹھ سال کے بعد اس سلطنت میں فساد۔ ضعف اور اختلال پیدا ہوجائے گا۔ اس حکومت سے وفاداری مصلحت نہیں کہلا سکتی بلکہ مذہبی اصول پرستی ہی ہوسکتی ہے۔ مصلحت و سیاست تو اس کا نام ہے کہ آج جب کسی حکومت کے آثار ضعف ظاہر ہوتے ہیں۔ تو فوراً بغاوت و قانون شکنی کی تیاری شروع ہوجاتی ہے۔

دجال اور یاجوج و ماجوج

اب ذرا اس تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھیئے۔ یہ تو حضرت صوفی صاحب کا فرض تھا کہ اپنے قارئین کو تاریکی میں نہ رکھتے اور تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھاتے مگر اس سے ان کا مدعا حاصل نہ ہوتا تھا۔ اس لئے اسے اوجھل ہی رکھا۔

یہ امر قابل غور ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انگریزوں سے اظہار وفاداری کیا تو انگریز حکمرانوں کو یاجوج یا ماجوج اور پادریوں کو دجال اور عیسائیت کو دجل بھی قرار دیا۔ اور آخر کار دور دنیا کہ ہندوستان یورپ اور امریکہ میں زلزلہ آگیا اور لوگوں نے ہر طرف سے آپ پر وار کرنا شروع کر دیا۔

اب ذرا صوفی صاحب ہمیں سمجھائیں کہ اگر حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام انگریزوں کو اس شکل و صورت میں پسند فرماتے تھے۔ تو انہیں یاجوج و دجال کیوں کہا اور ان کے مذہب کو دجل کیوں قرار دیا۔ کیا یہ بھی کوئی ایسے نام ہیں جن سے محبت کی جاتی ہے؟ بلکہ ان ناموں پر تو ساری دنیا کے مسلمان لعنت بھیجتے ہیں۔ تو واقعہ یہ ہے کہ جہاں تک سلطنت و آئینی حکومت کا تعلق ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن پاک کی روشنی میں ایک وفادار رعایا کی حیثیت سے خود بھی اسکی پیروی کی۔ اور اپنے "حلقۂ ارادت" میں بیٹھنے والوں کو بھی اسی کی تاکید کی۔ مگر جہاں تک مذہب و دین کا سوال ہے۔ آپ نے (باقی صفحہ پر)

نتیجہ امتحان کتاب "حقیقی اسلام"

دفتر ہذا کی طرف سے کتاب "حقیقی اسلام" مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کے امتحان کا اعلان کیا گیا تھا جس کا نتیجہ درج ذیل ہے۔ اس امتحان میں مکرم سید جعفر علی صاحب رکن مجلس خدام الاحمدیہ سکندر آباد ۸۸ نمبر حاصل کر کے اول آئے اور مکرم محمد کریم الدین صاحب و محمد ولی الدین صاحب رکن مجلس خدام الاحمدیہ قادیان علی الترتیب ۷۵ و ۷۲ نمبر حاصل کر کے دوم و سوم آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ نمایاں امتیاز ان کے لئے بابرکت فرمائے۔ آمین۔

اس امتحان میں کل ۷۷ خدام شامل ہوئے جن میں سے ۵۹ خدام پاس ہوئے اور ان کے علاوہ بنارس کی لجنہ اماء اللہ کی ۴ ممبرات نے ثواب و زیادتی علم کی خاطر اس امتحان میں شمولیت کی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

اس گوشوارہ سے ظاہر ہے کہ بھارت کی ۹۰ مجالس میں سے صرف چھ مجالس نے اس میں حصہ لیا ہے۔ گو مرکز کو اس کا علم ہے کہ مالابار و جنوبی ہند کی بعض مجالس نیز اڑیسہ کی بعض مجالس بوجہ اردو نہ جاننے کے شرکت کرنے سے معذور تھیں لیکن اس کے باوجود باقی مجالس میں سے بہت کم نے امتحان میں شرکت کی ہے۔

تقسیم ملک کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے یہ پہلا امتحان تھا امید ہے آئندہ امتحان میں پہلے سے بہت زیادہ مجالس اور خدام شرکت کریں گے۔

بالآخر میں محترم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔اے واقف زندگی ناظر امور عامہ قادیان کا جنہوں نے اس کتاب کا پرچہ مرتب کیا تھا اور محترم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل کا جنہوں نے پرچہ جات کو بہت محنت سے دیکھ کر نمبر لگائے دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ امتحان میں اول و دوم و سوم رہنے والے خدام کو ان کا انعام مکرم صدر صاحب مقامی کے توسط سے ارسال کیا جا رہا ہے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

نمبر شمار	نام	نمبر
۱	مکرم محمد کریم الدین صاحب	۷۵
۲	〃 مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب	۶۵
۳	〃 چوہدری سعید احمد صاحب	۶۴
۴	〃 نصیر الدین صاحب	۳۷
۵	〃 حبیب اللہ صاحب	۴۷
۶	〃 سید ظفر اللہ محمود صاحب	۴۸
۷	〃 محمد حنیف صاحب	۳۷
۸	〃 محمود احمد صاحب مبشر	۴۷
۹	〃 طیب علی صاحب	۴۷
۱۰	〃 محمد ولی الدین صاحب	۷۲
۱۱	〃 جلال الدین صاحب	۴۸
۱۲	〃 شمس الدین صاحب	۴۵
۱۳	〃 بشیر احمد صاحب حافظ آبادی	۴۳
۱۴	〃 شہادت حسین صاحب	۵۰
۱۵	〃 عبد القادر صاحب اعوان	۴۰
۱۶	〃 محمد سعید صاحب انور	۳۳
۱۷	〃 عبد السلام صاحب مدراسی	۲۵
۱۸	〃 بشیر احمد صاحب کالا افغاناں	۵۳
۱۹	〃 محمد شریف صاحب	۳۵
۲۰	〃 بشیر احمد صاحب جہاد	۳۳
۲۱	〃 عبد الحق صاحب	۴۴
۲۲	〃 احمد حسین صاحب حیدر آبادی	۴۵
۲۳	〃 چوہدری عبد السلام صاحب	۲۴
۲۴	〃 مستری علی محمد صاحب	۳۲
۲۵	〃 مولوی محمد صادق صاحب عارف	۲۳
۲۶	〃 ماسٹر محمد ابراہیم صاحب	۴۰
۲۷	〃 مولوی بشیر احمد صاحب ناصر گیانی	۶۴
۲۷	مکرم چوہدری منظور احمد صاحب بسر	۴۴
۲۸	〃 وسیع الدین صاحب	۳۵
۲۹	〃 چوہدری سکندر خان صاحب	۴۲
۳۰	〃 ایم۔ کے محمد بشیر صاحب	۵۵
۳۱	〃 عبد السلام صاحب کنڈری	۴۴
۳۲	〃 محمد اعظم صاحب	۵۴
۳۳	〃 عبد الحفیظ صاحب	۵۸
۳۴	〃 بشیر احمد صاحب حیدر آبادی	۵۲
۳۵	〃 محمد عارف الدین صاحب	۵۰
۳۶	〃 شیخ مسعود احمد صاحب	۶۸
۳۷	〃 بشیر الدین صاحب ملیباری	۶۵
۳۸	〃 محمد عمر صاحب مالاباری	۶۶
۳۹	〃 بشیر احمد صاحب پونچھی	۳۳
۴۰	〃 محمد یوسف صاحب گجراتی	۴۵
۴۱	〃 محمد دین صاحب کارکن بدر	۳۳
۴۲	〃 شریف احمد صاحب ڈوگر	۳۴

مجلس خدام الاحمدیہ سکندر آباد

نمبر شمار	نام	نمبر
۴۳	مکرم سید جعفر علی صاحب	۸۸
۴۴	〃 سید جہانگیر علی صاحب	۴۳
۴۵	〃 سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب	۴۱
۴۶	〃 بشیر الدین صاحب	۳۵
۴۷	〃 صالح محمد الہ دین صاحب	۷۰
۴۸	〃 مسیح الدین صاحب	۴۴

مجلس خدام الاحمدیہ جشیار پورہ

نمبر شمار	نام	نمبر
۴۹	مکرم محمد احمد صاحب انجان	۳۷
۵۰	مکرم ناصر احمد صاحب	۶۲
۵۱	〃 مقبول احمد صاحب	۴۳

مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ

نمبر شمار	نام	نمبر
۵۲	مکرم مقصود احمد صاحب	۴۴
۵۳	〃 محمد الوارث صاحب	۴۶
۵۴	〃 محمد عارف خان صاحب	۵۴
۵۵	〃 محمد خیر الدین صاحب انور	۴۱

لجنہ اماء اللہ بنارس

نمبر شمار	نام	نمبر
۵۶	مکرمہ صبیحہ پاکیزہ صاحبہ	۴۰
۵۷	〃 امۃ السلام صاحبہ تبسم	۷۰
۵۸	〃 احمدی خاتون صاحبہ	۴۸
۵۹	〃 سلمیٰ سلطانہ کوثر	۵۳

مجلس خدام الاحمدیہ باندھن

نمبر شمار	نام	نمبر
۶۰	مکرم محمد امین شاہ صاحب	۵۰
۶۱	〃 محمد عبد اللہ صاحب باندھی	۴۸

مجلس خدام الاحمدیہ ہبلی

نمبر شمار	نام	نمبر
۶۲	مکرم حمید الدین صاحب	۳۴
۶۳	〃 دادا بھائی بیرجی	۳۴

اشاعت لٹریچر کیلئے احباب جماعت کے خاص تعاون کی ضرورت

ایک مبارک تحریک مع گوشوارہ تقسیم و ترسیل لٹریچر

(بابت ماہ مارچ ۱۹۵۸ء)

لٹریچر کی اہمیت اور ضرورت کے بارہ میں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں اس کے افادی پہلو سے ہر فرد جماعت بخوبی واقف و آگاہ ہے جہاں تک مرکزی دفتر کا تعلق ہے وہ تو اپنے محدود ذرائع کو کام میں لاتے ہوئے اس فریضہ کی انجام دہی میں پوری طرح کوشاں ہے۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ جو کام دو ہاتھوں کے ملنے سے ہونا چاہیئے۔ وہ محض ایک ہی ہاتھ سے انجام نہیں پا سکتا۔ جس راہ کو دو پاؤں مل کر طے کرتے ہیں وہ فقط ایک ہی پاؤں سے طے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے تمام مومنوں کو تعاونوا علی البر والتقویٰ کی خاص تاکید کی ہے۔ اور تمام اہم امور دینیہ کی انجام دہی کے لئے مومنوں کے باہمی تعاون کی ازحد ضرورت ہے۔ اگرچہ ہر احمدی ہی اشاعت و تبلیغ کے لئے اپنے طور پر حصہ لے رہا ہے۔ لیکن مخلصین کے لئے اس میں بھی بڑھ چڑھ کر نیکی کا موقعہ ہے۔ جس طرح ہمارے بزرگ و برتر خدا کی قدرتوں اور فضلوں کی کوئی انتہاء نہیں۔ اسی طرح مخلصین کے لئے ہمیشہ ترقیات کا دروازہ کھلا ہے اور خدا تعالیٰ کے مزید فضلوں کا وارث بننے کے لئے ان کو آگے ہی آگے قدم بڑھانے کی ضرورت ہے۔

لٹریچر کی اہمیت و ضرورت کے پیش نظر اس مفید کام کو مستقل بنیادوں پر قائم کرنے اور زیادہ مؤثر اور نتیجہ خیز بنانے کی غرض سے میری خواہش ہے کہ جماعت کے کم سے کم ایک سو مخلص دوست اپنے دیگر لازمی چندہ جات کی طرح نشر و اشاعت کی غرض سے کم سے کم دس روپیہ ماہوار (یا حسب حالی اس سے کسی قدر کم و بیش ایک معین رقم) دفتر ہذا میں بھجوانے کا انتظام (خصوصاً) تا لٹریچر کے اس مفید پروگرام کو عملی جامہ پہنانے میں آسانی ہو اور مخلصین خدا تعالیٰ کے بہترین اجر کے حقدار ٹھہریں۔ خدا تعالیٰ ملنے سے وعا ہے کہ وہ اپنی جناب سے ہندوستانی جماعتوں کے کم سے کم ایک سو مخلصین کے دلوں کو اس نیک کام میں حصہ لینے کے لئے کھول دے۔ آمین۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ماہ مارچ میں دفتر مرکزیہ کی طرف سے لٹریچر کی تقسیم و ترسیل کا مختصر گوشوارہ حسب ذیل ہے:۔

تعداد	نام کتاب
52	The Last Message of the Prince of Peace
9	The Life & Teachings of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad
81	Why I believe in Islam
165	Ahmadiyya Movement in India
113	Characteristics of Quranic Teachings
22	The Holy Prophet Mohammad
۱۰۳	چودھویں پھول گورمکھی
۵۵۱	آسمانی تحفہ 〃
۹۸	دی ہارا کرشن ہندی
۱۵۱	آکاش بھینٹ 〃
۵۱	میری سندیش 〃
	کرشن اوتار کا سندیش ہندوستانی
۶۰	بھائیوں کے نام ہندی
۸	دی ہارا کرشن بنگالی
۸	کرشن اوتار ۰۰
۱۰۷	حقیقی اسلام مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے اردو
۲۵	حقیقی اسلام مصنفہ مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ
۳۷	اور زمانہ کے امام کو ماننا ضروری اور ایمانیات میں سے ہے
۴	مسئلہ تناسخ یا آواگون عقل کے ترازو پر
۱۵	احمدی مسلمان ہیں۔
۲۵	سیرت و سوانح حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام
۱۵۴	آسمانی تحفہ اردو

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

درخواست دعا۔ میرے چھوٹے بھائی چوہدری رحمت اللہ صاحب کمیشن ایجنٹ احمد پور شرقیہ ریاست بہاولپور کے متعلق بعارضہ بخار بیمار ہو جانے کی اطلاع ملی ہے۔ احباب جماعت سے بیاور موصوف کی جلد کامل شفایابی کے لئے عاجزانہ درخواست دعا

حضرت کرشن علیہ السلام

(بقیہ صفحہ اول)

وہ قرآن شریف میں ایک جگہ فرماتا ہے:-
وان من امۃ الا خلا فیھا
نذیر
کہ کوئی ایسی قوم نہیں گذری جس میں کوئی نبی یا رسول نہ بھیجا گیا ہو۔

سو یہ بات بغیر کسی بحث کے قبول کرنے کے لائق ہے کہ وہ سچا اور کامل خدا جس پر ایمان لانا ہر ایک بندہ کا فرض ہے، وہ رب العالمین ہے اور اس کی ربوبیت کسی خاص قوم تک محدود نہیں اور نہ کسی خاص زمانہ تک اور نہ کسی خاص ملک تک بلکہ وہ سب قوموں کا رب ہے اور تمام زمانوں کا رب ہے اور تمام مکانوں کا رب ہے اور تمام ملکوں کا وہی رب ہے اور تمام فیضوں کا وہی سرچشمہ ہے اور ہر ایک روحانی اور جسمانی طاقت اسی سے ہے اور اسی سے تمام موجودات پرورش پاتی ہیں اور ہر ایک وجود کا وہی سہارا ہے۔ خدا کا فیض عام ہے جو تمام قوموں اور تمام ملکوں اور تمام زمانوں پر محیط ہو رہا ہے۔ یہ اس لئے ہوا تا کسی قوم کو شکایت کرنے کا موقعہ نہ ملے اور یہ نہ کہیں کہ خدا نے فلاں فلاں قوم پر احسان کیا مگر ہم پر نہ کیا یا فلاں قوم کو اس کی طرف سے کتاب ملی تا وہ اس سے ہدایت پاویں مگر ہم کو نہ ملی۔ یا فلاں زمانہ میں وہ اپنی وحی اور الہام اور معجزات کے ساتھ ظاہر ہوا مگر ہمارے زمانہ میں مخفی رہا۔ پس اس نے عام فیض دکھلا کر ان تمام اعتراضات کو دفع کر دیا اور اپنے ایسے وسیع اخلاق دکھا کر کسی قوم کو اپنے جسمانی اور روحانی فیضوں سے محروم نہیں رکھا اور نہ کسی زمانہ کو بے نصیب ٹھہرایا۔"

(پیغام صلح صفحہ ۵)

حضور کی مندرجہ بالا وضاحت کی روشنی میں قرآن مجید کو بغور مطالعہ کیجئے۔ آپ کو جگہ جگہ یہ تذکرہ ملے گا کہ وہ باری تعالیٰ کی طرف سے آنے والے انبیاء اور ہادی تمام قوموں اور ملکوں میں ہوئے ہیں چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ورسلا قد قصصناھم علیک من قبل ورسلا لم نقصصھم علیک (نساء ع ۲۳)

کئی رسول ہیں جن کا ہم نے تذکرہ کر دیا ہے اور بہت سے ایسے ہیں جن کا ہم نے تذکرہ نہیں کیا۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
"لکل قوم ھاد"
ہر ایک قوم کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہدایت دینے والے بھیجے ہیں۔

ھاد کی تفسیر میں علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں لکھا ہے:-
من الانبیاء یھدیھم
الی الدین ویدعوھم
الی اللہ بوجہ من الھدایۃ
یعنی ہر ایک قوم میں خدا نے ہادی بھیجے ہیں۔ انبیاء میں سے کہ لوگوں کو دین کی طرف ہدایت کرتے ہیں اور ان کو خدا کی طرف بلاتے ہیں ہدایت کے کسی ذریعہ سے

تفسیر جلالین میں لکھا ہے
لکل قوم ھاد نبی
یدعوھم الی ربھم بما
یعطیہ من الآیات لا
بما یقترحون۔
یعنی ہر ایک قوم کے لئے ایک ہادی خدا نے بھیجا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ نبی بھیجا ہے۔ کہ وہ ان کو ان کے رب کی طرف بلاتا ہے۔ ان نشانیوں کے ساتھ جو خدا نے ان کو دی ہیں نہ ان نشانیوں کے ساتھ جن کو وہ چاہتے ہیں۔
(تفسیر جلالین زیر آیت لکل قوم ہاد)

تفسیر جامع البیان میں ہادی کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے:-
نبی مخصوص یدعوھم
الی الھدیٰ۔
یعنی ہادی سے مراد نبی مخصوص ہیں جو ان لوگوں کو ہدایت کی طرف بلاتے ہیں۔

دوسری جگہ یہ جملہ اقوام میں نبی بھیجے کے بارہ میں باری تعالیٰ کا حسب ذیل ارشاد ہے۔
ولقد بعثنا فی کل امۃ
رسولاً ان اعبدوا اللہ
واجتنبوا الطاغوت۔
(نحل رکوع ۵)
(ترجمہ) یقیناً ہم نے ہر ایک امت میں رسول مبعوث کیا اور اس رسول نے آکر یہ تعلیم دی کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے دور رہو۔

یہ آیت کس قدر صفائی اور وضاحت سے یہ بتاتی ہے کہ ہر ایک وقت میں خدا کے رسول آئے ہیں۔

علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:-
کوئی امت نہیں گذری کہ اس میں رسول نہ گذرا ہو جو انہیں خیر کا حکم نہ کرتا ہو۔ یعنی ایمان اور عبادت اللہ کا اور جو انہیں شر سے بچنے کا حکم نہ کرتا ہو۔

تیسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-
وان من امۃ الا خلا فیھا
نذیر۔
یعنی کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی نذیر نہ گذرا ہو۔ (فاطر رکوع ۴)

تفسیر جلالین اور جامع البیان میں لکھا ہے کہ نذیر کے معنی نبی کے ہیں جو عذاب الٰہی سے ڈرانے کے لئے آتا ہے۔
امت کی تفسیر میں علامہ زمخشری نے کشاف میں لکھا ہے
الامۃ الجماعۃ الکثیرۃ۔
یعنی امت کے معنی جماعت کثیرہ کے ہیں۔ پھر لکھا ہے ویقال لاھل کل عصر امۃ۔ یعنی ہر زمانہ کے لوگوں پر امت کا لفظ اطلاق پاتا ہے۔

اس بیان کے ساتھ ہی قرآن مجید نے جملہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے کا ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-
ان الذین یکفرون
باللہ ورسلہ ویریدون
ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ
ویقولون نؤمن ببعض ونکفر
ببعض ویریدون ان
یتخذوا بین ذالک
سبیلا اولئک ھم
الکافرون حقا واعتدنا
للکافرین عذابا مھینا۔
(نساء رکوع ۲۱)

فرمایا جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خدا اور اس کے رسولوں میں اس رنگ میں تفرقہ ڈالیں کہ بعض پر ایمان لائیں اور بعض پر ایمان نہ لائیں تو اس قسم کے لوگ پکے کافر ہیں۔
پس کسی ایک نبی پر ایمان لانا اور دوسرے نبی پر ایمان نہ لانا کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

ہندوستان ایک قدیم ملک ہے اور بہت بڑا ملک ہے۔ اور بہت بڑی است یا قوم اس میں بستی ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ہادی اور راہنما اس قوم کی ہدایت کے لئے نہ بھیجا ہو۔ اگر ایسا تسلیم کیا جاوے تو قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیات کو غلط قرار دینا پڑتا ہے۔ لیکن اللہ پاک نے قرآن مجید میں جو کچھ بیان فرمایا وہ سچ ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ ہندوستان میں بھی خدا تعالیٰ کے نبی گذرے انہی میں سے ایک حضرت کرشن علیہ السلام بھی تھے۔

قرآن مجید کے علاوہ حدیث سے بھی ہمیں کرشن علیہ السلام کی نبوت کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ تاریخ ہمدانی دیلمی باب الکاف میں ایک حدیث مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔
کان فی الھند نبیا اسود
اللون اسمہ کاھنا۔
حضرت رسول اللہ فرماتے ہیں کہ ہند میں ایک نبی گذرا ہے جو سیاہ رنگ کا تھا اور اس کا نام کاہن تھا۔

حضرت کرشن کے اسم مبارک کنہیا کا بھی اسی سے ثبوت ملتا ہے۔ کنہیا اور کاہن میں معمولی فرق ہے۔ اور دنیا کی زبانوں میں ایسے معمولی فرق کے ساتھ بہت سے اسما پائے جاتے ہیں اور سب لوگ اس امر سے واقف ہیں کہ حضرت کرشن سانولے رنگ کے تھے جس کا تذکرہ ہندو کتب میں ملتا ہے۔

ان دلائل کی روشنی میں اگر مسلمان بھائی ٹھنڈے دل سے سوچیں تو انہیں ہمیں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیئے کہ حضرت شری کرشن جی مہاراج خدا کے برگزیدہ نبی اوتار تھے جو آریہ ورت کو نجات دلانے کے لئے آئے تھے۔ (باقی)

جماعت احمدیہ اور صوفی نذیر احمد صاحب کشمیری

(بقیہ صفحہ ۸)

انگریزوں بلکہ سارے عیسائیوں کو ملعون اور شجرِ خبیثہ قرار دیا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کو عیسائیوں کی ان تینوں صفات سے اتنی نفرت تھی کہ ساری زندگی انہیں کے استیصال میں صرف کر دی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ صوفی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی دعوت نہیں سمجھی آپ اسلام کے داعی تھے اور اس کی حفاظت کے لئے مامور ہو کر آئے تھے۔ اگر آپ نے زمانہ میں تلوار کے ذریعہ اسلام کو مٹانے کی کوشش کی جاتی تو آپ بھی سرسید احمد بریلوی کی طرح مدافعت میں تلوار اٹھاتے یا اس حکومت سے ہجرت کر جاتے مگر آپ کے عہد میں مذہبی جنگ صرف زور قلم سے ہو رہی تھی۔ لہذا آپ کا فرض تھا کہ آپ بھی اسی ہتھیار سے مسلح ہو کر میدان مقابلہ میں آتے۔ اور خدا شاہد ہے کہ آپ نے اپنی زندگی کے کسی دور میں اس جنگ سے پہلو تہی نہیں کی۔ نہ کوئی کوتاہی دکھائی۔ بلکہ زندگی بھر ایک سلطان القلم کا کردار ادا کرتے رہے۔ (باقی)

درخواست ہائے دعا

۱۔ الحمد للہ عزیزم حافظ صالح محمد الٰہ دین ایم۔ ایس سی نے نماز تراویح الہ دین بلڈنگ میں ۱۸؍ کو ختم قرآن پاک کی۔ خدا تعالیٰ آپ کو صحت۔ علم۔ عمر اور خدمت دین و دنیا کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ نیز آپ دو ماہ کیلئے تعلیمی کورس کے سلسلہ میں مدراس جا رہے ہیں۔
یوسف الہ دین سکندر آباد

۲۔ تمام درویشانِ قادیان و بندگانِ سلسلہ عالیہ ...

گوشوارہ تقسیم لٹریچر (بقیہ صفحہ ۹)

کتاب	تعداد
تحریک احمدیت بھارت واسیوں کی نظر میں	۹۴
امن کے شہزادہ کا آخری پیغام	۸۴
تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک	۸
مولانا مودودی صاحب کا تحقیقاتی عدالت میں تحریری بیان اور اس پر صدر انجمن احمدیہ کا تبصرہ	۵
عقائد و تعلیمات	۵
وفات حضرت مسیح علیہ السلام پر علمائے مصر کا فتوے	۱۵
The message of Ahmadiyyat	2
What is Ahmadiyyat	22
سوانح حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی اردو	۱
Life Work of Hazrat Mirza Basheeruddin Mahmood Ahmad Head of the Ahmadiyya Community	5
Mohammad the Kindred to Humanity	5
تمام دنیا کے مسلمانوں کو علی الخصوص اور دیگر مذاہب کو علی العموم دس ہزار روپے کے انعام کے ساتھ چیلنج	۱
الحمد ے	۲
خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶؍۴؍۵۶ از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز	۱
محمد عربی	۱
برکات خلافت	۱
ذریت طیبہ	۱
علمی معجزہ	۴
زندہ خدا کا زندہ نشان	۳
ختم نبوت پر فیصلہ حضرت مسیح الموعود علیہ السلام	۳
جماعت احمدیہ کا عقیدہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا انسان نہ اب تک پیدا ہوا ہے نہ قیامت تک پیدا ہوگا	۸
خلافت ثانیہ کا قیام	۶
پارہ الٓمٓ	۱
ضمیمہ تریاق القلوب	۱

کتاب	تعداد
پیغام صلح	۲
منظوم گلدستہ تبلیغ	۱
اعمال صالحہ (خطبات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)	۱
سیرت حضرت ام المومنین	۱
تبلیغ کی اہمیت و مسئلہ ہجرت	۱
فضل حق	۱
میں مسلمان ہوگیا	۱
مسلم گیانی اور سکھ خالصہ مباحثہ	۱
تذکرۃ الذاکرین	۱
صمصام الحق	۱
خلافت راشدہ حصہ دوم	۱
Teaching of Islam	3
Introduction Holy Quran	3
New World Order	1
English translation of Holy Quran 1st chapter	1
گر تحقیق ہی نور اسلام	۱
احمدی اور غیر احمدی میں فرق	۱
فتح اسلام	۱
نشان آسمانی	۱
شان خاتم النبیین	۱
ملفوظات حضرت مسیح الموعود علیہ السلام	۱
الوصیت	۱
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے	۱
احمدیہ البم	۲
ہمارا کرشن (بزبان اڑیہ)	۵
Message of Ahmadiyyat	1
The Need of Love	3
What is Islam	1
The Unassailable Citadel	2
An Advice to Christian Bretheran	1
خاتم النبیین کے صحیح معنے	۸
درثمین فارسی	۱
توضیح مرام	۱
اس زمانہ کے خلیفہ اور امام و مجدد کو پہچانو	۴۶
نماز مترجم انگریزی	۱
کل میزان تقسیم لٹریچر	۲۱۹۵

آئندہ امتحان (۲۵ مئی ۱۹۵۸ء بروز اتوار) کی امتحانی کتب

خلافت حقہ اسلامیہ

اور

نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر

نیز سلسلہ عالیہ احمدیہ سے متعلق ہر قسم کی کتب خریدتے وقت پہلے آپ اپنے قومی کتب خانہ بکڈپو کی طرف رجوع کریں بلکہ اسے ترجیح دیتے ہوئے نہ صرف خود ہی حیرت انگیز طور پر ارزاں کتب حاصل کریں بلکہ صدر انجمن احمدیہ کی آمد بڑھا کر ثواب حاصل کرنیوالے بنیں۔ مکمل زیر طبع فہرست کتب عنقریب آپ کی خدمت میں پہنچ رہی ہے۔

المعلن :- منیجر بکڈپو (صدر انجمن احمدیہ) قادیان دارالامان

مالی سال ختم ہو رہا ہے

چونکہ بجٹ سال رواں مورخہ ۳۰ر اپریل کو ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ چندہ جات کی جو رقوم وصول ہو چکی ہوں۔ وہ فوری طور پر مرکز میں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ تاکہ ۳۰ر اپریل سے پہلے پہلے داخل خزانہ ہوکر موجودہ مالی سال میں محسوب ہو سکیں۔ نیز جو رقوم بعد میں موصول ہوں ان کو ساتھ کے ساتھ ہی بھجوایا جاتا رہے۔ مزید وصولی کی توقع پر اکٹھی رقوم بھجوانے کا انتظار نہ کیا جائے۔
پیشتر ازیں جماعتوں کے بقایا دار احباب کو انفرادی طور پر بھی توجہ دلائی جا چکی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عہدہ داران مالی خاص کوشش اور جدو جہد کر کے زیادہ سے زیادہ بقایا کی وصولی کی کوشش کریں اور انفرادی طور پر ہر ایک بقایا دار کے پاس پہنچ کر وصولی کا انتظام کیا جائے۔ ناظر بیت المال قادیان

خدام الاحمدیہ کا عہد

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے خدام الاحمدیہ کے عہد میں ترمیم ہوئی ہے (الفضل مورخہ ۳ر اپریل ۱۹۵۸ء جلد ۴۷/۱۲ پرچہ ۷۸) اس لئے خدام الاحمدیہ کا عہد اب مندرجہ ذیل ہوگا۔ جملہ قائدین اور خدام مطلع رہیں۔

"اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔
میں اقرار کرتا ہوں کہ دینی۔ قومی اور ملی مفاد کی خاطر میں اپنی جان مال وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔ اسی طرح خلافتِ احمدیہ کے قائم رکھنے کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہوں گا اور خلیفۂ وقت جو بھی معروف فیصلہ کریں گے اس کی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا۔"

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

انتخاب قائد مجلس مقامی

صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنی اپنی مجلس خدام الاحمدیہ کے قائد مقامی کا ۵۹-۱۹۵۸ء کے لئے انتخاب کرواکر آخر اپریل تک دفتر ہذا میں ارسال فرما دیں تاکہ اس کی منظوری بھجوائی جا سکے۔
۲- جن جماعتوں میں ابھی تک باقاعدہ مجالس خدام الاحمدیہ قائم نہیں وہاں باقاعدہ مجلس قائم کر کے انتخاب کروا کر اطلاع دیں۔
جملہ مبلغین سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ کی جماعتوں کے صدر صاحبان سے اس انتخاب کے سلسلہ میں تعاون فرما کر مشکور فرما دیں۔
مرزا وسیم احمد نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

محترم منشی سبحان علی صاحب کی وفات

اخبار الفضل کے قدیمی اور پرانے کاتب محترم منشی سبحان علی صاحب مورخہ ۱۲ر اپریل ۱۹۵۸ء کو بعمر ۵۵ سال ربوہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنازہ کو کندھا بھی دیا اور مرحوم کو حسب وصیت مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔
آپ گزشتہ ایک سال سے بوجہ کینسر بیمار تھے۔ آپ نہایت خوش خلق کم گو صابر دشت کراور ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والے بزرگ تھے۔ آپ نے ۱۹۳۷ء سے ۱۹۵۷ء تک مسلسل بیس سال الفضل میں کام کیا۔ آپ کی وفات کی خبر موصول ہونے پر قادیان میں مورخہ ۱۸ر اپریل کو بعد نماز جمعہ محترم امیر صاحب مقامی نے نماز جنازہ غائب پڑھائی۔
مرحوم نے چار بیٹیاں اور چار بیٹے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ ادارہ بدر آپ کی وفات پر آپ کے چھوٹے بھائی مکرم صوفی رمضان علی صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر ناظر اعلیٰ ربوہ آپ کے سمدھی میاں عبدالرحیم صاحب درویش قادیان اور دیگر متعلقین سے دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور آپ کے پسماندگان کا دین و دنیا میں حامی و ناصر ہو۔ آمین ٭

درخواست دعا:- مکرمی بابو محمد یوسف صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ جموں کی چھوٹی بچی شدید بیمار ہے۔ اس کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (خاکسار حکیم محمد سعید مبلغ کشمیر)

ولادت - مورخہ ۱۸؍۴ کو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس عاجز کو پانچ لڑکیوں کے بعد فرزند سے نوازا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ احباب کرام سے عزیز نومولود کی درازی عمر اور خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ حکیم محمد سعید انچارج تبلیغ جموں و کشمیر

خبریں

دہلی ۱۸ اپریل۔ شدت کی گرمی اور سخت دھوپ کے باوجود دہلی اور نواح دہلی کے تقریباً دو لاکھ مسلمانوں نے آج یہاں جامع مسجد فتح پوری جامع مسجد نئی دہلی اور دیگر مساجد میں نماز جمعہ ادا کی۔

واشنگٹن ۲۰ اپریل۔ محکمہ دفاع کے چیف ولیم ہولاڈے نے روز گذشتہ اخباری نمائندوں کو خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ عام مزائلز کی ترقیات میں امریکہ روس سے بہت آگے ہے۔

پیکنگ ۲۰ اپریل۔ چین میں چڑیوں کو ہلاک کرنے کی ایک مہم شروع کی گئی ہے جو تین دن تک جاری رہے گی۔ چین کی ساری آبادی اس مہم میں حصہ لے گی۔ ان چڑیوں کو اس لئے ہلاک کیا جا رہا ہے کہ وہ فصل کو تباہ کر دیتی ہیں۔ پیکنگ میں پچاس ہزار سے زائد سپاہی طالب علم اور بچے اس مہم میں شامل ہیں۔ یہ لوگ پانچ ہزار بندوقوں سے مسلح ہیں۔ ان کو ساڑھے لاکھ گولیاں اور چھرے دیئے گئے ہیں۔ چڑیوں کو اڑانے کے لئے بڑے بڑے جھنڈے لیکر چلیں گے اور مرد ڈھول بجائیں گے عورتوں کو گھروں کے برتن بجا بجا کر چڑیوں کو اڑانے کی تاکید کی گئی ہے۔ یہ مہم تین دن تک جاری رہے گی

جاکرتا ۲۰ اپریل۔ آج اعلان کیا گیا۔ کہ سرکاری فوج نے سنٹرل سماٹرا میں ایک کلیدی شہر نکوڈپر قبضہ کر لیا ہے۔ اور باغیوں کے فرار کے تمام راستے بند کر دیئے ہیں۔ اس سے قبل اطلاع ملی تھی کہ سرکاری فوج بجسی ڈنگی میں کل سرکاری فضائیہ کے طیاروں نے بمباری کی۔ باغی وزیر اطلاعات کرنل جمبک نے کہا کہ باغی فوج جلدی جوابی حملہ کرے گی۔ اور پڈانگ کا شہر سرکاری فوج سے واپس لے لے گی۔ جاکرتا میں بمباری کے خلاف احتیاطی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ اور شہر کے چاروں طرف طیارہ شکن توپیں نصب کی جا رہی ہیں۔ وزیر اعظم انڈونیشیا نے اپیل کی ہے کہ عید کے موقعہ پر خاص طور پر دعا کی جائے۔ کہ انڈونیشیا کی خانہ جنگی ختم ہو جائے۔

برکلے ۲۰ اپریل۔ یہاں بحری سے لڑے ہوئے تین جھنڈے مسٹر میکملن مسٹر آئزن ہاور اور مسٹر خروشچیف کو روانہ کئے جا رہے ہیں۔ یہ بحری ریڈیو ایکٹو بتائی جاتی ہے۔ بحری کے ان جھنڈوں کے ساتھ تینوں لیڈروں کو تین مراسلے بھیجے گئے ہیں۔ جن میں کہا گیا ہے کہ ہم یہ مہلک بحری بچوں کو نہیں کھلا سکتے۔ ایٹمی تجربات کو مستقل طور پر بند کیا جائے۔

ٹوکیو ۲۰ اپریل۔ اینٹی نیوکلیر لیگ اور یہ یونینوں کو مختلف فیڈریشنوں کی جانب سے روز گذشتہ ایک میٹنگ منعقد کی گئی۔ جس میں تقریباً تین ہزار افراد نے شرکت کی اور ایک تجویز کے ذریعہ متفقہ طور پر مطالبہ کیا کہ امریکہ پیسیفک میں کئے جانے والے نیوکلیر تجربات کے پروگرام کو ملتوی کر دے۔

انبالہ ۲۰ اپریل۔ جنرل منیجر روڈ ویز نے اعلان کیا کہ پنجاب روڈ ویز کی طویل روٹوں پر مسافروں کو ٹھنڈے پانی کی سپلائی کا انتظام کیا جائے گا۔ یہ انتظام بسوں کے اندر ہی ہوگا۔

عدن ۱۹ اپریل۔ برطانوی حکام نے یہاں بغاوتی تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے برطانوی جنگی جہاز اور فوج طلب کی ہے جو کینیا سے یہاں پہونچنی شروع ہو گئی ہے۔ اس سے قبل برطانوی حکام نے عدن سے متصل ریاست لاہج کے حکمران خاندان کے تین ممتاز افراد کی گرفتاری کا حکم جاری کیا تھا ان لوگوں پر غیر ملکیوں کی مدد سے عدن میں گڑبڑ کرانے کا الزام ہے یہ بھی الزام لگایا گیا کہ یہ ریاست جو برطانیہ کی حفاظت اور سرپرستی میں ہے بین الاقوامی سازش کا گڑھ بن گئی ہے۔

دہلی ۱۹ اپریل۔ آج سورج گرہن کے موقع پر جمنا میں ایک لاکھ اشخاص نے اشنان کیا کورو کشیتر الہ آباد اور دوسرے متبرک دریاؤں میں اشنان کیا گیا۔ کورو کشیتر میں تقریباً دو لاکھ اشخاص نے اشنان کیا کورو کشیتر کو یاتریوں کو لے جانے کے لئے ۴۷ اسپیشل ٹرینیں چلائی گئیں۔ ہندوستان میں جزوی سورج گرہن ہوا۔ ہانگ کانگ میں کل سورج گرہن رہا۔ اور ہزاروں آدمیوں نے گرہن کا مشاہدہ کیا اور چاند کا سایہ سورج پر پڑتے دیکھا

نئی دہلی ۲۰ اپریل۔ آرڈی ننس کا بیرونی ملکوں میں روزمرہ کا کام آسان نہیں ہوتا ہے۔ اپنے وطن میں جس کام کے وہ عام طور پر عادی ہوتے ہیں۔ اس سے کہیں زیادہ مشکل اور پیچیدہ کام ان کو سمندر پار ملکوں میں کرنا پڑتا ہے۔ غزہ کے علاقہ میں آرڈی ننس یونٹ کے کام کا ایسا ضابطہ تیار کیا جاتا ہے جسے تمام دستے آسانی سے سمجھ سکیں اور اس پر عمل کر سکیں۔

ماسکو ۱۹ اپریل۔ ایک روسی اخبار نے لکھا ہے کہ مذہب دراصل رجعت پسندی تعصب اور طاقت کا دوسرا نام ہے۔ اخبار نے لکھا ہے کہ ان برائیوں کو دور کرنے کے لئے مذہب کے خلاف مہم جاری رہے گی

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ اپریل ۱۹۵۸ء سے ختم ہے

- ۱۳۴۸ مکرمی محمد اسحٰق صاحب ناسپلی سٹیشن حیدر آباد (دکن) ۲۸ اپریل ۱۹۵۸ء
- ۱۴۷۱ " اے این اے حفیظ صاحب ستانکولم (مالابار) ۲۸ اپریل ۱۹۵۸ء
- ۱۵۲۵ " ایم یوسف صاحب پولیس لوشوٹو ٹانگانیکا۔ (افریقہ) ۲۸ اپریل ۱۹۵۸ء
- ۱۴۳۵ " حکیم محمود الرحمٰن خان صاحب حیدر آباد دکن ۲۸ اپریل ۱۹۵۸ء
- ۱۲۳۵ " عبد الغنی صاحب سانگھڑ سندھ (پاکستان) ۲۸ اپریل ۱۹۵۸ء
- ۱۰۹۲ " کامے خان صاحب سری پارالیسی "
- ۱۶۵۹ " محمد قاسم صاحب اڈگور (دکن) "
- ۱۴۹۴ " احمدیہ لائبریری یادگیر دکن "
- ۱۵۱۲ " ماسٹر شمس الدین صاحب دانی گانکہ (ضلع بنگال) ۲۸ اپریل ۱۹۵۸ء
- ۱۰۳۶ " ڈاکٹر رفیع اللہ صاحب رفیق آباد (یو۔پی) "
- ۱۵۵۵ " مظفر خان صاحب سنہیہ یاری پورہ (کشمیر) "
- ۱۴۸۵ مکرمی شیخ قاسم داؤد صاحب ہربگہ باندہ (بمبئی) ۲۸ اپریل ۱۹۵۸ء
- ۱۴۱۵ " ایس جی مصطفٰی صاحب مظفر پور (بہار) "
- ۱۴۵۷ " احمد خان صاحب آر بیلی باندہ (بمبئی) "
- " ایس احمد صاحب بی اے۔ خالی کوٹ (دارجلنگ) "
- " میاں مقبول احمد صاحب و محمود احمد صاحب کراچی ۱ "
- ۱۶۲۲ " مولا بخش صاحب پشاور (پاکستان) "
- انچارج احمدیہ لائبریری لاہور "
- " مرزا صالح علی صاحب رئیس نصرت آباد سندھ (پاکستان) "
- ۱۶۲۵ " ڈاکٹر لعل محمد صاحب بہاولپور سندھ (پاکستان) "
- " ڈاکٹر عبد المجید صاحب تعلقات (پاکستان) "

نوٹ: چندہ اخبار بدر پیشگی آنا ضروری ہے ورنہ اخبار نہ پہنچنے کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔

(منیجر اخبار بدر)